کھاتہ داران حضرات

﴿خصوصی توجہ فرمائیں﴾

جن کھاتہ داران نے اپنے اپنے کھاتوں سے مجلّہ طلوع اسلام جاری کروایا ہوا ہے ان سے گذارش ہے کہ آپ اپنی فہرست خریداران 15 دسمبر 2009ء تک ادارہ طلوع اسلام کو بھجوا دیں اور جن کو میگزین سال 2010ء کے لئے جاری رکھنا مقصود ہو یا جن کے میگزین بند کرنے ہوں، مکمل فہرست، ایڈریس کے ساتھ بھجوا دیں تا کہ بروقت عمل درآمد ہو سکے۔ شمارہ کی اشاعت میں اضافہ آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پاکستان میں یونیورسٹیز، کالجز کی لائبریریوں کو لندن بزم و ناروے بزم کے تعاون سے 100/100 میگزین بھیجے جا رہے ہیں جو کہ بہت کم تعداد ہے۔ اگر بیرون ملک یا اندرون ملک کی بزمیں مزید تعاون کریں تو اس تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے اور پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں میگزین بھیجنا ممکن ہو سکے گا۔ امید ہے کہ بزمیں اس مسئلہ پر تعاون کریں گی۔

کھاتہ داران جن کے ذمے طلوع اسلام کی رقم بقایا ہے ان کو ان کے کھاتوں کی تفصیل بھجوائی جا رہی ہے تاہم اگر کسی وجہ سے یہ ان تک نہ بھی پہنچے تو بھی تمام کھاتہ داران سے التماس ہے کہ وہ اپنے کھاتوں میں معقول رقم جمع کرانے کا اہتمام کریں تا کہ واجب الادا رقوم کی وجہ سے ادارہ مالی پریشانیوں کا شکار نہ ہو۔

بینک اکائونٹ کے لئے ضروری وضاحت

1- بینک کا اکاؤنٹ نمبر۔ 3082-7

2- بینک کا نام۔ نیشنل بینک آف پاکستان، مین مارکیٹ برانچ گلبرگ، لاہور (پاکستان)۔

3- نام اکاؤنٹ۔ ادارہ طلوع اسلام

شکریہ

چیئرمین ادارہ طلوع اسلام لاہور

فہرست

لمعات: (عوامی جمہوریہ یا اسلامی جمہوریہ)	محمد سلیم اختر	3
قائداعظمؒ اور قرآن	(مولانا) حافظ غلام مرشد (سابق خطیب بادشاہی مسجد)	4
فرمودات قائداعظمؒ	ادارہ	10
قائداعظمؒ کے تصور کی اسلامی مملکت	ادارہ	54
قائداعظمؒ کا خط گاندھی کے نام	ادارہ	56

ENGLISH SECTION

Allama Iqbal as a Visionary and Philosopher of Islam
by Saima Akbar, London 1

احادیثِ نبوی ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مخابرہ کو نہیں چھوڑتا اس کے خلاف خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ سمجھو۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ مخابرہ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زمین کو نصف یا تہائی یا چوتھائی (وغیرہ) بٹائی پر لینا یا دینا۔ (ابوداؤد۔۔۔کتاب البیوع)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایک کشتی میں سوار ہوئے ان میں سے کچھ اوپر کے حصے میں پہنچ گئے اور کچھ نچلے حصے میں تھے۔ وہ پانی لینے کے لئے اوپر گئے تو اوپر والوں نے یہ کہہ کر انہیں پانی لینے سے روک دیا کہ اس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ نیچے والوں نے کہا کہ بہت اچھا ہم نیچے سوراخ کر کے پانی حاصل کرلیں گے اب اگر نیچے والوں کو (پانی دے کر) اس سے روکا نہ جائے تو ظاہر ہے کہ نیچے اور اوپر والے سب غرق ہو جائیں گے۔ اگر انہیں (پانی دے کر) اس سے روک دیا جائے تو سب بچ جائیں گے۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد سلیم اختر

لمعات

عوامی جمہوریہ یا اسلامی جمہوریہ

آج ہی کے اخبار کی خبر ہے کہ عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے ''آئینی اصلاحات کمیٹی'' میں پاکستان کا آئینی نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' تبدیل کر کے ''عوامی جمہوریہ پاکستان'' رکھ دیا جائے۔ پاکستان کا نام تبدیل کرنے کی تجویز کی تائید ایم کیو ایم نے بھی کی لیکن بعد میں اس کی تردید کر دی۔

طلوع اسلام کے گذشتہ نصف صدی کے فائل دیکھیں تو ان میں ایک موضوع مسلسل اور متواتر سامنے آتا دکھائی دیتا ہے کہ ہماری نئی نسلیں اس نظریہ سے بیگانہ ہو رہی ہیں جس پر مملکتِ پاکستان کی عمارت استوار ہوئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی ایک جداگانہ مملکت کی اہمیت بلکہ اس کے جواز تک کا احساس مٹتا جا رہا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نظریہ پاکستان کا مثبت تصور اور قائداعظم علیہ الرحمہ کی حقیقی شخصیت سامنے نہیں لائی جاتی۔ دوسری جانب اسلام دشمن، تخریبی عناصر کی طرف سے برابر یہ بتایا جاتا رہا ہے کہ پاکستان کی ساری مصیبتوں اور مشکلات کا راز تقسیم ملک کی ''بنیادی غلطی'' میں پنہاں ہے۔ جو دوست نما دشمن قیام پاکستان کے حق میں بات کرتے بھی ہیں تو کچھ ایسے کہ یہ محض ہندوؤں کی تنگ نظری کا نتیجہ تھا کہ مسلمان ان سے الگ ہونے پر مجبور ہو گئے۔ گویا مطالبۂ پاکستان کا جذبۂ محرکہ کوئی مثبت تقاضا نہیں تھا بلکہ ہندوؤں کی تنگ نظری کا منفی ردعمل تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ تحریک جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی مفاد پرستی کی پیدا کردہ تھی۔ ''مذہبی پیشوائیت'' بڑے شد و مد سے پرچار کرتی ہے کہ مطالبہ پاکستان کی بنیاد ''مذہب'' پر تھی۔ اس کی طرف سے مذہب کا جو تصور پیش کیا جاتا ہے، اس پر نوجوان طبقہ جب غور کرتا ہے تو اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مذہبی آزادی کے لئے الگ مملکت کی ضرورت کیا تھی۔ اس قسم کی مذہبی آزادی تو دنیا کے ہر سیکولر ملک کی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کو آج بھی حاصل ہے۔ متحدہ ہندوستان کے حامی نیشنلسٹ مسلمان قائداعظم کی ذات پر یہ الزام لگانے میں بھی نہیں شرماتے کہ تحریک تقسیم ہند انگریزوں کی اسکیم تھی اور قائداعظم ان کے آلۂ کار تھے۔

پاکستان کی جداگانہ مملکت اور قائداعظم علیہ الرحمہ کی سیرت و کردار کے خلاف اس قسم کا متواتر اور منظّم پروپیگنڈہ روزِ اول سے ہوتا رہا ہے۔ طلوع اسلام اربابِ حل و عقد اور اصحابِ فکر و نظر کی توجہ اس جانب بار بار مبذول کراتا رہا ہے کہ اگر اس کا سدباب نہیں کیا گیا تو خدانخواستہ پاکستان کی سالمیت ہی معرضِ خطر میں آ جائے گی۔ اس کے سدباب کا طریق یہ ہے کہ قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ کے سامنے اس نظریہ کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے جو مطالبۂ پاکستان کی بنیاد تھا اور ہمارے لئے علیحدہ مملکت کا وجہ جواز بنا۔ قائداعظم کی سیرت و کردار کے تابندہ نقوش جو پاکستان کو وجود میں لانے کا ایک بڑا ذریعہ تھے، عوام کے ذہن نشین کرائے جائیں۔
25 دسمبر جو قائداعظم علیہ الرحمہ کا یوم پیدائش ہے، کی مناسبت سے ہم زیرِ نظر شمارہ میں ماہنامہ طلوع اسلام کی فائلوں سے فرموداتِ قائداعظم، اور قائداعظم سے متعلق چھپنے والے دیگر مضامین و مقالات میں سے کچھ پھول چن کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ تحریکِ پاکستان کا حقیقی پس منظر اور قائداعظم کی سیرت کے تابناک گوشوں کا منظر ایک بار پھر تازہ ہو جائے اور یوں ہم اپنے محسن قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ کے یوم ولادت کے موقع پر ان کے شایانِ شان ہدیۂ تحسین و تبریک پیش کر سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مولانا) حافظ غلام مرشدؒ (سابق خطیب بادشاہی مسجد)

قائداعظمؒ اور قرآن

پیرانہ سالی اور اس پر مختلف عوارض کے ہجوم نے پہلے ہی مضمحل کر رکھا تھا جو گزشتہ دنوں مسلسل بخار کی شدت نے رہی سہی کسر بھی نکال دی اور نقاہت اس قدر بڑھ گئی کہ تھوڑے سے وقت کے لیے بات چیت کرنے کی بھی ہمت نہ رہی۔ جسمانی کوفت تو تھی ہی لیکن اس دوران میں دو ایک باتیں ایسی نظروں سے گزریں جنہوں نے انتہائی روحانی کرب پیدا کر دیا۔ سوچتا تھا کہ اگر تھوڑی سی سکت بھی پیدا ہو جائے تو میں کم از کم ایک شہادت کو قلمبند کر کے محفوظ کر جاؤں جس سے ثابت ہو سکے کہ محسن ملت قائداعظمؒ کا قرآن حکیم کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق تھا۔ اس احساس کی شدت اس خیال سے اور بھی بڑھ گئی کہ کل قیامت کے دن کم از کم اس باز پرس سے بچ جاؤں کہ جب اتنی بڑی شہادت تمھارے پاس موجود تھی تو تم اسے اپنے سینے میں مستور رکھ کر دنیا سے کیوں چلے آئے۔

لیکن میری نقاہت راستے میں بری طرح حائل تھی۔ اس مشکل کا حل میرے واجب الاحترام دوست (غلام احمد) پرویز صاحب نے پیش کر دیا۔ انہوں نے مزاج پرسی کے لیے ٹیلیفون کیا تو میں نے ان سے اپنے کرب کا اظہار کیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں اپنے ایک معاون کو آپ کی خدمت میں بھیجے دیتا ہوں آپ جو کچھ لکھنا چاہیں انہیں املاء کرا دیجئے۔ چنانچہ میں ان کے شکریئے کے ساتھ یہ الفاظ املاء کرا رہا ہوں تاکہ یہ اس کے بعد طلوع اسلام کے صفحات میں محفوظ ہو جائیں۔

پہلی چیز جو میرے لیے روحانی کرب کا باعث ہوئی وہ جماعت اسلامی کے موجودہ امیر میاں طفیل محمد صاحب کی پیش کردہ تثلیث تھی۔ یعنی یہ کہ ایک جداگانہ مملکت کا خیال اقبالؒ نے دیا۔ پاکستان کا نظریہ مودودی صاحب نے عطا فرمایا اور محمد علی جناحؒ نے اس کے مطابق ایک مملکت حاصل کر لی۔

اس قسم کی ایک تثلیث عیسائیوں نے بھی متشکل کی تھی۔ یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس شروع میں تو یہ اقنوم ثلاثہ برابر کی حیثیت رکھتے تھے لیکن رفتہ رفتہ ہوا یہ کہ باپ

اور روح القدس بیٹے میں حلول کر گئے اور عیسائیت کا۔۔ بلکہ یوں کہیے کہ ساری دنیا کا مدار علیہ حضرت مسیحؑ ہی رہ گئے۔اس جدید تثلیث کے پیش کرنے والے جس بری طرح سے پہلے پاکستان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں' اس کی روشنی میں یوں نظر آتا ہے کہ رفتہ رفتہ اس مثلث کے چھوٹے دونوں ضلعے یعنی اقبالؒ اور جناحؒ' ختم کر دیئے جائیں گے اوران کے معزز مقتدیٰ۔۔مودودی صاحب۔خط مستقیم بن کر بانئ پاکستان کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آ جائیں گے۔تاریخ میں اس قسم کی تنسیخ وتحریف کوئی نیا واقعہ نہیں۔

دوسرا واقعہ جس نے میرے اس کرب کو شدید ترین درد میں بدل دیا تھا۔مودودی صاحب کا یہ ارشاد گرامی تھا کہ قائداعظمؒ کا پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کا دعویٰ بھی محض فراڈ اور فریب تھا۔مجھے الم انگیز کرب اس احساس سے تھا کہ یہ نابکار' ایسا کچھ سننے کے لیے زندہ کیوں رہا؟ اس سے پہلے ہی اس کا خاتمہ کیوں نہ ہوگیا۔قائداعظمؒ کا قرآن مجید کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق تھا۔اور وہ اس باب میں کس قدر مخلص تھے' اس کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن میں اس میں ایک ذاتی واقعہ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں' جسے میں نے اپنی شہادت کہہ کر پکارا ہے۔1945ء کے آخری ثلث کی بات ہے جب قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اراکین کے ساتھ ممدوٹ ولا (لاہور) میں قیام فرماتے۔ایک دن جب میں اپنے مکان چومالہ نمبر A-1051 میں بیٹھا ہوا تھا' قائداعظمؒ کا ایک نمائندہ میرے پاس پہنچا اور کہا کہ قائداعظمؒ نے مجھ خاکسار کو فوری طور پر یاد فرمایا ہے۔میں فوراً چلنے کے لیے تیار ہوا لیکن پھر خیال آیا کہ۔۔زبان یارمن ترکی ومن ترکی نمی دانم۔میں انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا اور قائداعظمؒ شاید میری زبان کو پوری طرح سمجھ نہ پائیں تو باہمی گفتگو کا نقشہ کیا ہو گا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مسٹر ایم مسعود کھدر پوش (سابق آئی۔سی ایس) جو اس زمانے میں نواب شاہ کے ڈپٹی کمشنر تھے' بیٹھے تھے۔میں نے ان کو ساتھ چلنے کے لیے کہا کہ وہ ترجمانی کے فرائض سرانجام دے سکیں۔ہم ممدوٹ ولا پہنچے تو قائداعظمؒ ایک چھوٹے سے کمرے میں' جس کا دروازہ بڑے ہال کی طرف بھی کھلتا تھا' میرے منتظر بیٹھے تھے۔سلام مسنون کے بعد انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں ایک بڑے اہم دینی مقصد کے لیے بلایا ہے۔

جمعیت العلمائے ہند (دہلی) جس کے سرپرست مفتی کفایت اللہ (مرحوم) مولانا حسین احمد مدنی مرحوم اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم جیسے نیشنلسٹ علماء ہیں' برسوں سے تحریک پاکستان کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں۔بہت سے علماء ہمارے ہمنوا بھی ہیں لیکن ان کی کوئی تنظیم نہیں' کچھ عرصہ سے یہ کوشش جاری تھی' کہ ان علماء پر مشتمل ایک متوازی جمعیت قائم کی جائے۔اس کا مرکز کلکتہ تجویز پایا اور

مختلف صوبوں میں اس کی شاخیں بھی قائم کر دی گئیں۔ اس کا افتتاحی اجلاس چند دنوں کے بعد کلکتہ میں ہونا قرار پایا۔ اس سلسلے میں ملک بھر میں دعوت نامے بھی جارے کر دیئے۔ اور مولانا راغب احسن (مرحوم) کے زیر سرکردگی جملہ انتظامات بھی مکمل کر لیے گئے۔ اس جمعیت کے نامزد صدر، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کا افتتاح کرنا تھا کہ سوء اتفاق سے وہ دیوبند میں علیل ہو گئے ہیں۔ جمعیت کے اجلاس میں چند روز باقی ہیں، وہ اس میں شریک نہیں ہوسکیں گے۔

یہ پس منظر بیان کرنے کے بعد قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے اپنے مخصوص ''جرنیلی'' انداز میں فرمایا کہ تم جلد از جلد خطبۂ افتتاحیہ تیار کرو اور 24-25 اکتوبر تک کلکتہ پہنچ جاؤ۔ وہ ضابطہ کے اس قدر پابند تھے کہ انہوں نے کہا تم ''شعبہ عمومی سیاست'' میں میرے نائب کی حیثیت سے کانفرنس میں شرکت کرو اور ضروری دینی خدمت کو سرانجام دو۔ خاکسار نے ان کی اس سرفرازی پر شکریہ ادا کیا اور اس ضرورت کو اپنا اہم ترین فریضہ سمجھ کر رخصت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو۔ جس شخص کے نائب بن کر تم وہاں جا رہے ہو اس کی پوزیشن کے متعلق چند بنیادی نکتے ذہن میں رکھ کر وہاں جاؤ۔ ان کے سامنے میز پر قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا نسخہ رکھا تھا، اسے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میرا اس حقیقت پر ایمان ہے کہ اس کتاب عظیم میں دنیا اور آخرت کی زندگیوں کے متعلق مکمل ضابطے اور آئین موجود ہیں۔ تمدنی، معاشی اور اخلاقی، انمٹ اور دائمی قواعد موجود ہیں۔ عسکری تنظیم اور مملکت کے داخلی اور خارجی استحکام کے انمٹ قوانین موجود ہیں۔ لوگوں کے جان و مال آبرو کی حفاظت کے ابدی ضوابط موجود ہیں لیکن یہ قواعد اور ضوابط بالعموم اصولی حیثیت سے دیئے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اصول ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غیر متبدل رہیں گے لیکن ان پر عمل پیرا اپنے اپنے زمانے کے حالات کے مطابق ہوا جائے گا۔

اسلامی مملکت کا فریضہ یہ ہوگا کہ وہ ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے قواعد وضوابط مرتب کرے اور نافذ کرے۔ مثال کے طور پر انہوں نے کہا قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ جرم کی سزا جرم کی نوعیت کے مطابق دی جائے۔ اس پر میں نے جرأت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے ذہن میں غالباً قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں کہا گیا ہے جزاء سیئة مثلھا اس پر انہوں نے فوراً قرآن مجید کھولا اور اس آیت کو دیکھ کر فرمایا کہ بے شک یہی آیت میرے ذہن میں تھی، اس کے بعد کہا کہ دیکھو یہ ایک اصولی حکم ہے اور ابدی۔ یہ دیکھنا اسلامی مملکت کا کام ہوگا کہ معاشرہ کے عام حالات کی روشنی میں کس جرم کی کیا سزا ہونی چاہیے جو قرآن کے اس اصول کے مطابق ہو۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے یہ ضمنی قوانین مرتب فرمائے۔

اس پر میں نے پھر سلسلۂ کلام منقطع کرتے ہوئے

عرض کیا کہ حضورﷺ نے ایسا خود اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کیا تھا جس کی رو سے کہا گیا تھا' کہ وشاورھم فی الامر انہوں نے پھر قرآن کریم کھولا اور اس آیت کو نکال کر کہا کہ یہ بات بالکل واضح ہے۔ اگر قرآن مجید کے اصولی احکام کے جزئی قوانین مرتب کرنے کی اجازت نہ ہوتی تو مشاورت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ حضورﷺ کے بعد امت کو بھی اسی طرح تدوین قوانین کرنی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے لیے بھی خدا کا حکم موجود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وامرھم شوری بینھم انہوں نے پھر قرآن کریم سے یہ آیت نکالی اور کہا کہ خدا کی یہ ہدایت ہماری راہنمائی کے لیے کس قدر واضح ہے۔ اسلامی مملکت جس کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں کے آئین کی بنیاد یہی ہوگی۔

قائداعظمؒ ان باتوں میں مصروف تھے اور کمرے کا دروازہ باہر سے کھٹکھٹایا جا رہا تھا کیونکہ مسلم لیگ کے اراکین ضروری کارراوائی کے لئے مضطرب تھے۔ اس پر میں نے اٹھنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ اس سلسلے میں تمھیں کچھ نظائر معلوم ہوں تو مثال کے طور پر مجھے بتاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ سورۃ الانفال کی پہلی آیت میں جنگ میں حاصل شدہ مال کے متعلق ایک اصولی حکم ہے کہ وہ مال ''اللہ اور رسولؐ'' کا ہوگا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ رسول اللہ کے زمانے میں مختلف جنگوں میں حاصل شدہ مال غنیمت کی تقسیم مختلف انداز سے ہوئی۔ جنگ بدر کے خاتمہ پر ایک انداز سے' خیبر کی فتح کے بعد دوسرے انداز سے' جنگ حنین اور ہوازن میں جو بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا تو آپﷺ نے صحابہؓ کرامؓ کے مشورہ سے وہ سارے کا سارا مال ان مجاہدین میں تقسیم کر دیا جو ابھی کچھ عرصہ سے فتح مکہ کے وقت حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ اس پر بعض گوشوں میں کچھ باتیں بھی ہونے لگیں لیکن جب حضورﷺ نے اس کی مصلحت سمجھائی تو وہ بیک زبان پکار اٹھے کہ رضینا یا رسول اللہ. حضورﷺ ہم مطمئن ہیں۔

وہ ان تفصیلات کو بڑے جذب وانہاک سے سن رہے تھے وہ اس گفتگو کے لیے زیادہ وقت دینا چاہتے تھے لیکن مسلم لیگ کی کارروائی کے اصرار پر انہیں اسے مختصر کرنا پڑا۔ میں اٹھا تو فرمایا' کہ جاتے جاتے ایک بنیادی نکتہ ذہن میں لے کر جاؤ۔ کہا کہ میری نظر میں قرآن مجید کے فیصلے کے مطابق دو بدترین اور ناقابل معافی جرم ہیں۔ ایک شرک اور دوسرا تفرقہ۔ تفرقہ خواہ مذہبی پیشواؤں کے نام پر' خواہ سیاسی راہنماؤں کے نام پر ہو۔ وطنیت کے نام پر ہو' رنگ' نسل اور خون کے نام پر' بہرحال جرم عظیم ہے ان دونوں جرائم میں پہلے جرم (شرک) کی سزا اخروی زندگی میں ملے گی۔ لیکن دوسرے جرم (تفرقہ) کی سزا اس دنیا میں ذلت وخواری' غلامی اور محکومی کی شکل میں ملے گی۔ اور آخرت میں اس سے بھی بدتر شکل میں۔ یاد رکھو؛ اللہ تعالیٰ

نے تمام نوع انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک مومن اور دوسرے کافر۔ اسی کا نام دو قومی نظریہ ہے۔ مومنین کے اندر کسی بنیاد پر تفرقہ نا قابل معافی جرم قرار پائے گا۔ اس نکتے کو خاص طور پر ذہن میں رکھنا۔ جاؤ خدا حافظ؛

میں رخصت ہوکر آیا تو پہلی مرتبہ یہ احساس ہوا کہ یہ شخص جسے عام طور پر صرف ایک بیرسٹر سمجھا جاتا ہے اسکی اسلام کے بنیادی اصولوں پر کتنی گہری نگاہ ہے اور اس شخص کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے ذہن میں اسلامیت کی چھینٹ تک دکھائی نہیں دیتی' کتنا بڑا کذب وافترا ہے۔

میں نے حسب الارشاد خطبہ تیار کیا اور کلکتہ چلا گیا۔ ہم چار دن وہاں رہے لیکن کیفیت یہ تھی کہ قائداعظمؒ جہاں بھی تھے ہم سے رابطہ قائم کئے رہے۔۔ اور تفصیلات معلوم کرتے رہے۔ آخری اجلاس ختم ہونے سے پہلے ان کی طرف سے تنظیم کے متعلق بھی ضروری ہدایات موصول ہو گئیں اور قرار دادوں کے سلسلے میں بھی۔۔۔۔ ان قرار دادوں میں یہ کہا گیا تھا کہ:۔

(1) تحریک پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ پر ہے جو قرآن مجید کا عطا فرمودہ غیر متبدل اصول ہے۔

(2) اگر خدا نے تحریک پاکستان کو کامیابی عطا فرمائی تو اس سرزمین میں حضور خاتم النبین ﷺ کی طرز پر حکومت قائم ہوگی' جس کا نام خلافت علیٰ منہاج نبوتؐ ہو گا بالفاظ دیگر اس حکومت کے ہر دائرے میں قرآن حکیم کی حکمرانی ہوگی۔

(3) اکھنڈ بھارت کی اسکیم کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے گا اور اسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ (اور ان کے علاوہ کچھ تنظیمی قرار دادیں) اس مردِ مومن کی ہدایات کے مطابق مرتب اور منظور کی گئیں جسے ایک گوشے سے ''کافر اعظم'' کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اور دوسرے گوشے سے یہ آواز بلند کی جاتی تھی کہ اس اسکیم کے مطابق جو مملکت قائم ہوگی' اس میں حکومت ہندوؤں کی کافرانہ حکومت سے بھی بدتر ہوگی۔

تشکیل پاکستان کے بعد قائداعظمؒ کے پیش نظر سب سے پہلا اور سب سے اہم مقصد اس سرزمین کی سرحدوں کا تحفظ تھا اور جن لوگوں کی آنکھوں پر حسد اور تعصب نے پٹی نہیں باندھ دی' انہیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ایسا کرنا خود قرآن مجید ہی کے ارشاد کی تعمیل میں تھا۔ وہ تشکیل پاکستان کے بعد ایک سال تک زندہ رہے۔ زندہ کیا' یوں کہیے کہ صرف سانس لیتے رہے۔ اور جس مہلک مرض کا وہ شکار ہو گئے تھے' اسے ایک راز کی طرح سینے میں چھپائے رکھا۔ لیکن اس ایک سال کے عرصہ میں انہوں نے اندرون ملک کی تنظیم اور بیرونی خطرات کی مدافعت کے سلسلے میں جو کچھ کیا' اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر نحیف ونزار مریض شخص محض قوت ایمانی کے بل بوتے پر کیا کچھ کرسکتا ہے۔ میں مختلف مکتبوں اور دارالعلوموں میں تعلیم

حاصل کرتا رہا۔ میں نے سیاسی لیڈروں کو دیکھا اور مذہبی رہنماؤں کو بھی لیکن مجھے پوری زندگی میں قائد اعظمؒ سے بڑھ کر کوئی شخصیت متاثر نہ کرسکی۔ میں نے ہر ایک کو ان سے کمتر پایا۔ بلندیٔ کردار کے اعتبار سے بھی اور قرآنی بصیرت کے نہج سے بھی۔ اس قسم کے انسان صدیوں میں جا کر کے پیدا ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کے خلاف ہذیان بک رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ چاند پر تھوکا خود اپنے منہ پر آیا کرتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک تو کجا' سب مل کر بھی اس بطل جلیل کے غبارِ راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ اسے اپنے سحابِ کرم کے سائے میں رکھے۔

قرآن حکیم کے طالب علموں کے لیے خوشخبری

علامہ غلام احمد پرویزؒ کے سات سو سے زائد دروسِ قرآنی پر مبنی تفسیری سلسلہ کے تحت بزمِ طلوعِ اسلام لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل تفسیری کتب کی اشاعت الگ الگ جلدوں میں ہو چکی ہے۔ یہ جلدیں بڑے سائز کے بہترین کاغذ پر خوبصورت طباعت اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ خصوصی رعایتی ہدیوں پر دستیاب ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام کتاب	سورہ	صفحات	رعایتی ہدیہ	نام کتاب	سورہ	صفحات	رعایتی ہدیہ
سورہ الفاتحہ	(1)	240	120/-	سورہ روم' لقمان' السجدہ	(30,31,32)	444	250/-
سورہ الفاتحہ (سٹوڈنٹ ایڈیشن)	(1)	240	70/-	سورہ یٰسین	(36)	164	100/-
سورہ النحل	(16)	334	150/-	29واں پارہ (مکمل)	----	541	250/-
سورہ بنی اسرائیل	(17)	396	175/-	30واں پارہ (مکمل)	----	624	250/-
سورۃ الکہف و مریم	(18-19)	511	200/-				
سورہ طٰہٰ	(20)	416	180/-				
سورۃ الانبیآء	(21)	336	150/-				
سورۃ الحج	(22)	380	180/-				
سورۃ المؤمنون	(23)	408	200/-				
سورۃ النور	(24)	263	150/-				
سورۃ الفرقان	(25)	389	200/-				
سورۃ الشعرآء	(26)	453	230/-				
سورۃ النمل	(27)	280	170/-				
سورہ القصص	(28)	334	200/-				
سورہ عنکبوت	(29)	387	220/-				

ان خصوصی رعایتی ہدیوں پر مزید کوئی کمیشن/ رعایت نہیں دی جاتی۔ خرچہ ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرموداتِ قائداعظمؒ

قرآن کریم

☆''میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ ملا' نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے' البتہ میں نے قرآن مجید اور قوانینِ اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے' اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں' زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی' سیاسی ہو یا معاشی غرض یہ کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو''۔

(عثمانیہ یونیورسٹی' حیدرآباد دکن۔۱۹۴۱ء)

(طلوعِ اسلام۔جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۵۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''بعض لوگ نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ یہ لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ میں اسلام سے ناواقف ہوں' میں نے قرآن کریم کو بار بار بغور پڑھا ہے اور جب میں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہوگا تو یہ محض ادعا اور بڑ نہیں تھی''۔

(طلوعِ اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں' اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی' نہ کسی اور شخص یا ادارے کی' قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کر سکتے ہیں اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے''۔

(عثمانیہ یونیورسٹی' حیدرآباد دکن۔۱۹۴۱ء)

(طلوعِ اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''آپ نے مجھ سے ایک پیغام کی خواہش کی ہے۔ میں بھلا آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں' روشنی اور راہنمائی کے لئے تو ہم سب قرآن کے عظیم ترین پیغام سے فیضیاب ہیں''۔

(فرنٹیئر مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس۔۱۴ اپریل ۱۹۴۳ء)

(طلوعِ اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''جب ہمارے پاس قرآن کریم ایسی مشعلِ ہدایت موجود ہے تو پھر ہم اس کی روشنی میں ان اختلافات کو کیوں نہیں مٹا سکتے؟''۔

(پیغام عید ۔۱۳نومبر۱۹۴۵ء)
(طلوع اسلام ۔ستمبر۱۹۷۲ء صفحہ۳۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس حقیقت سے' سوائے جہلاء کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ یہ ضابطۂ حیات' مذہب' معاشرت' تجارت' عدل' فوج' سول' فوجداری کے تمام قوانین کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم ہوں یا روزمرہ کی زندگی کے عام معاملات' روح کی نجات کا سوال ہو یا بدن کی صفائی کا' اجتماعی واجبات کا سوال ہو یا انفرادی حقوق کا' اخلاقیات کا معاملہ ہو یا جرائم کا' اس دنیا میں مجرموں کی سزا کا سوال ہو یا آخرت کی عقوبت کا' ان تمام معاملات کے لئے اس ضابطہ میں قوانین موجود ہیں' اسی لئے نبی اکرمﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر مسلمان کو قرآن کا نسخہ اپنے پاس رکھنا چاہئے اور اس طرح اپنا مذہبی پیشوا آپ بن جانا چاہئے''۔

(عید کا پیغام ۔۱۹۴۵ء)
(طلوع اسلام ۔جنوری۱۹۶۰ء صفحہ۷۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس وقت میدان سیاست میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے' لوگ پوچھتے ہیں کہ کون فتح یاب ہوگا' علم غیب تو خدا کو ہے' لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے علیٰ روس الاشہاد کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر ثبات و استقامت پر کاربند رہیں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت یا کئی طاقتوں کا مجموعہ بھی مغلوب نہیں کر سکتا''۔

(جلسۂ عام حیدرآباد دکن ۔۱۱جولائی ۱۹۴۶ء)
(طلوع اسلام ۔فروری۱۹۶۶ء صفحہ۳۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''وہ کیا چیز ہے جس نے مسلمانوں کو ایک رشتے میں پرو رکھا ہے' وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملی عمارت کی بنیاد ہے' وہ کونسا لنگر ہے جس سے ان کی کشتی بندھ رہی ہے؟ ان سوالوں کا جواب ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ محکم رشتہ' یہ سنگین چٹان' یہ آہنی لنگر خدا کی وہ کتابِ عظیم (قرآن کریم) ہے جس نے تمام مسلمانوں کو جسدِ واحد بنا رکھا ہے' مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں وحدت زیادہ ہوتی جائے گی' اس لئے کہ ہمارا خدا ایک' خدا کی کتاب ایک' اس کا رسول ایک' اس لئے ہماری ملت بھی ایک ہے''۔

(مسلم لیگ کراچی سیشن میں تقریر)
(طلوع اسلام ۔جنوری۱۹۶۰ء صفحہ۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس حقیقت سے ہر مسلمان باخبر ہے کہ قرآن کے قوانین صرف مذہبی اور اخلاقی حدود تک محدود نہیں' گبن ایک مقام پر لکھتا ہے کہ بحر اٹلانٹک سے لے کر گنگا تک ہر جگہ

قرآن کو ضابطۂ حیات کے طور پر مانا جاتا ہے جس کا تعلق صرف الٰہیات تک نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے لئے سول اور فوجداری قوانین کا ضابطہ ہے جس کے قوانین نوع انسان کے تمام احوال واعمال کو محیط ہیں اور وہ منشائے خداوندی کے مظہر ہیں۔ اس حقیقت سے سوائے جہلا کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ مذہب' معاشرت' تجارت' عدالت' فوج' سول اور فوجداری کے تمام قوانین کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے' مذہبی رسوم ہوں یا روزمرہ کی زندگی کے عام معاملات۔ روح کی نجات کا سوال ہو یا بدن کی صفائی کا۔ اس دنیا میں مجرموں کی سزا کا سوال ہو یا آخرت کی عقوبت کا' ان تمام معاملات کے لئے اس ضابطے میں قوانین موجود ہیں اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر مسلمان کو قرآن کا نسخہ اپنے پاس رکھنا چاہئے''۔

(تقاریر وتحریراتِ جناحؒ حصہ دوم صفحہ ۴۰۵)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۸)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم (ہندوؤں کی طرف سے) ایک ایسی سازش کا شکار ہوئے ہیں جو بڑی گہری اور سوچ سمجھ کر اختیار کی گئی تھی اور جسے دیانت' شجاعت اور عزت کے ابتدائی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر بروئے کار لایا گیا ہے' ہم بحضور رب العزت سجدہ ریز ہیں کہ اس نے ہمیں ایسی ہمت اور یقینِ محکم عطا فرمایا' جس سے ہم نے شر کی ان تمام قوتوں کا پورا پورا مقابلہ کیا۔ اگر ہم نے قرآن کریم سے راہنمائی حاصل کی تو میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ آخر الامر کامیابی ہماری ہی ہوگی' میرا آپ سب سے اور ان تمام افراد سے جن تک میرا یہ پیغام پہنچے' مطالبہ یہ ہے کہ آپ پاکستان کو اسلام کا محکم قلعہ بنانے اور اپنے آپ کو ایک ایسی عظیم ملت کی شکل میں تعمیر کرنے کے لئے جس کا مقصد ملک کے اندر اور باہر امن قائم کرنا ہو' عندالضرورت سب کچھ قربان کر دینے کا عہد کریں''۔

(یونیورسٹی اسٹیڈیم لاہور۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۴۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اگر ہم قرآن مقدس سے تحریک اور ہدایت حاصل کریں تو میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ آخری فتح ہماری ہو گی''۔

(طلوع اسلام۔ فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''تیرہ صدیاں گذر جانے پر بھی اچھے اور برے احوال و ظروف کے باوجود جن سے مسلمان گزر رہے ہیں' ہم لوگ اپنی عظیم اور مقدس کتاب پر نازاں ہی نہیں رہے ہیں بلکہ ان تمام زمانوں میں اس کے جملہ اصولوں کے ساتھ ہمارا تعلق برقرار رہا ہے''۔

(طلوع اسلام۔ فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

رَسُول اکرم ﷺ

☆''اس اسکیم کو پیش کرتے ہوئے جو اصول میرے دل کی

گہرائیوں میں جاگزیں تھا وہ مسلم ڈیموکریسی کا اصول تھا یہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس ذاتِ اقدس و اعظم حضور رسالتمآب ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں مضمر ہے جس نے ہمیں قانون (خداوندی) عطا فرمایا' آیئے ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد سچے اسلامی اصولوں پر رکھیں' ہمارے خدا نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہماری مملکت کے معاملات باہمی مشاورت سے طے پائیں''۔

(سبی دربار بلوچستان۔۱۴فروری ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۴۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اسلام اپنے دائرہ اخوت میں ذات پات کا کوئی امتیاز گوارہ نہیں کرتا' خود نبی اکرم ﷺ نے ان امتیازات کو ختم کیا اور سرزمین عرب میں ایک ہیئت اجتماعیہ قائم کی' یہ اسی ذات اقدسؐ کی قائم کردہ اساسِ محکم تھی جو مسلمانوں کو اطراف واکنافِ عالم میں بڑھا کر لے گئی اور ایک دن وہ اسپین تک کے دروازوں کو دستک دے رہے تھے''۔

(پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔۸ مارچ ۱۹۴۴ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۸)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ''ضابطۂ حیات'' پر عمل کرنا ہے' جو ہمارے عظیم واضعؔ قانونؐ پیغمبر اسلام نے ہمارے لئے قائم کر رکھا ہے ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہئیں' اسلام کا سبق یہ ہے ''مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی مشوروں سے کیا کرو''۔

(سبی دربار' بلوچستان۔۱۴فروری ۱۹۴۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆

اسلام

☆''معاشی احیاء ہو یا سیاسی آزادی اسے آخرالامر زندگی کے کسی گہرے مفہوم پر مبنی ہونا چاہئے اور مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہمارے نزدیک زندگی کا وہ گہرا مفہوم اسلام اور روح اسلام ہے''۔

(پیغام عید۔۱۳نومبر ۱۹۳۹ء)

(طلوع اسلام۔ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ حقیقت واضح ہو جانی چاہئے کہ مسلم لیگ کسی کو یہ اجازت نہیں دے گی کہ وہ مسلمانوں میں اس قسم کے ہتھکنڈے بروئے کار لائے' ہمارا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہے' یہاں شیعہ اور سنی تک کا کوئی سوال نہیں' ہم ایک ہیں اور ایک قوم کی طرح حرکت میں آئیں گے' یہی وہ صورت ہے جو حصول پاکستان میں کامیابی سے ہمکنار کرے گی''۔

(پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔۸ مارچ ۱۹۴۴ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۸)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اسلامی اصولوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔آج بھی یہ اصول زندگی میں اسی طرح قابلِ نفاذ ہیں جیسے کہ یہ تیرہ سو

سال پہلے تھے''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''کوئی شبہ نہیں کہ بہت سے لوگ ہمارا مدعا پوری طرح نہیں سمجھتے' جب ہم اسلام کا ذکر کرتے ہیں تو اسلام محض چند عقیدوں' روایتوں اور روحانی تصورات کا مجموعہ نہیں۔ اسلام ہر مسلمان کے لئے ایک ضابطہ بھی ہے جو اسکی زندگی اور کردار کو سیاست اور معیشت تک کے معاملات میں انضباط دیتا ہے''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ذات برادری کی تقسیم اور شیعہ سنی کی تفریق ہمیں ایک قوم نہیں بننے دے گی' ان تفریقات کو ختم کر دیجئے۔ یاد رکھئے! ہماری کشتی کا لنگر اور ہماری عمارت کی بنیاد اسلام ہے''۔

(پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔مارچ ۱۹۴۴ء)

(طلوع اسلام۔ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اگر کوئی چیز اچھی ہے تو عین اسلام ہے اگر کوئی چیز اچھی نہیں ہے تو یہ اسلام نہیں ہے' کیونکہ اسلام کا مطلب عین انصاف ہے''۔

(میمن چیمبر آف کامرس' بمبئی۔۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم گذشتہ دس سال سے مسلسل کوشش کر رہے تھے اب خدا کے فضل سے ایک حقیقت ثابتہ بن کر سامنے آ چکا ہے' لیکن ہمارے لئے اس آزاد مملکت کا قیام مقصود بالذات نہیں تھا بلکہ ایک عظیم مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایک ایسی مملکت مل جائے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں اور سانس لے سکیں اور جس میں ہم اپنی روشنی اور ثقافت کے مطابق نشوونما پاسکیں اور جہاں اسلام کے عدلِ عمرانی کے اصول آزادانہ طور پر روبہ عمل لائے جاسکیں''۔

(خالق دینا ہال کراچی میں خطاب۔۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۱)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اپنے میں حوصلہ پیدا کیجئے' موت سے خوف نہ کھایئے ہمارے مذہب نے یہی سکھایا ہے کہ ہمیشہ موت کے لئے تیار رہنا چاہئے' پاکستان اور اسلام کی عزت بچانے کے لئے ہمیں موت کا مقابلہ بہادری سے کرنا چاہئے' مسلمان کے لئے اس سے بہتر وسیلۂ نجات اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ حق کی خاطر شہید کی موت مرے''۔

(جلسہ عام لاہور۔۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے' اسلام نے ہمارے ثقافتی اور تہذیبی ماضی اور ہماری گذشتہ روایات کو عرب دنیا سے اتنا وابستہ' گہرا اور قریب کر رکھا ہے کہ اس امر میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں ہونا چاہئے کہ ہم عربوں اور ان کے مسائل اور مقاصد سے مکمل ترین ہمدردی رکھتے ہیں۔''

(شرقِ اردون کے سفیر کے استقبال پر۔۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں''۔

(اسلامیہ کالج پشاور۔۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اسلام اوراس کی عالی نظری نے جمہوریت سکھائی ہے' اسلام نے مساوات سکھائی ہے' ہر شخص سے انصاف اور رواداری کا حکم دیا ہے' کسی بھی شخص کے پاس کیا جواز ہے کہ وہ عوام الناس کے لئے انصاف اور رواداری پر اور دیانت داری کے اعلیٰ معیار پر مبنی جمہوریت' مساوات اور آزادی سے گھبرائے''۔

(کراچی بار ایسوسی ایشن۔۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں تو یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ لوگوں کو اس استفسار کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا یا نہیں؟ اسلامی اصول تو ایسے ہیں جن کی نظیر دنیا میں کوئی پیش نہیں کرسکتا۔ یہ اصول آج بھی اسی طرح کارآمد ہیں جس طرح آج سے تیرہ سو سال پیشتر تھے''۔

(سندھ بار ایسوسی ایشن۔۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔مارچ ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۰۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مغرب کے معاشی نظام نے نوعِ انسانی کے لئے لاینحل مسائل پیدا کردیئے ہیں' اس نظام کی رو سے ہم اپنا نصب العین یعنی عوام کی مرفہ الحالی اور اطمینان کبھی حاصل نہیں کرسکتے' لہٰذا ہمیں اپنا راستہ آپ تراشنا چاہئے اور دنیا کے سامنے وہ نظام پیش کرنا چاہئے جو اسلام کے نوعِ انسانی کی مساوات اور عدل عمرانی کے تصور پر مبنی ہو''۔

(آخری تقریر اسٹیٹ بینک۔یکم جولائی ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔دسمبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم بحث وتمحیص کرتے تھک گئے ہیں۔کسی سے مدد مانگنا بے سود ہے۔دنیا میں کوئی بھی عدالت نہیں جس سے ہم دادخواہی کرسکیں۔ہماری آخری عدالت ملتِ اسلامیہ ہے اور ہم اسی کے فیصلے کی پابندی کریں گے''۔

(مسلم لیگ کونسل اجلاس لکھنؤ میں تقریر)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان کا دستور ابھی بننا ہے اور یہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی بنائے گی' مجھے نہیں معلوم کہ اس دستور کی شکل و ہیئت کیا ہوگی؟ لیکن اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہوگا اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل۔ان اصولوں کا اطلاق آج کی عملی زندگی پر بھی اسی طرح ہوسکتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پہلے ہوا تھا۔اسلام اوراس کے نظریات سے ہم نے جمہوریت کا سبق سیکھا ہے' اسلام نے ہمیں انسانی مساوات' انصاف اور ہر ایک سے رواداری کا درس دیا ہے ہم ان عظیم الشان روایات کے وارث اور امین ہیں' اور پاکستان کے آئندہ دستور کے معمار اور بانی کی

حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے بخوبی آ گاہ ہیں''۔

(امریکی نامہ نگار سے انٹرویو۔فروری ۱۹۴۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان

☆''میرا اب بھی یقین ہے کہ مسلمان ہر دوسری قوم سے بہتر سیاسی دماغ رکھتے ہیں۔ سیاسی ذکاوت ان کے خون میں رچی ہوئی ہے اسلام کی حرارت ان کے رگ وپے میں دوڑ رہی ہے۔ جب میں نے یہ محسوس کیا کہ ہمارے فیصلے چند آدمیوں کے فیصلے نہیں بلکہ پوری قوم کی آواز ہیں تو میں خوشی خوشی پیش قدمی کا حکم دوں گا اور سب سے پہلے سینے پر گولی کھانے کے لئے آگے بڑھوں گا' اس سے قبل کہ میں آگے بڑھنے کا حکم دوں' میں یہ یقین حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ دشمنوں پر فتح پانے کے معقول امکانات موجود ہیں''۔

(مسئلہ دستور ہند از نواب زادہ لیاقت علی خان)

(طلوع اسلام۔اکتوبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں ہر مسلمان سے کہوں گا کہ اسلام آپ میں سے ہر ایک سے اور مجموعی طور پر سب سے یہ توقع رکھتا ہے کہ اپنا فریضہ سرانجام دیں اور اپنی ملت کی حمایت میں اس طرح ''بنیان' مرصوص'' بن کر کھڑے ہو جائیں گویا سب یک نفس ہیں''۔

(عثمانیہ یونیورسٹی۔۲۸ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(طلوع اسلام۔دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میرا فوج سے کوئی تعلق نہیں' میں خونریزی کی ان تفاصیل میں بھی نہیں جانا چاہتا' لیکن مجھے احساس ہے کہ جب پینسٹھ فیصد فوج مسلمانوں پر مشتمل ہے تو مسلم لیگ کی مہم فوج کے ایک عظیم طبقہ پر اثر انداز ہوگی اور اس کے علاوہ سرحدی قبائل میں بھی ایک آگ سی بھڑک اٹھے گی' اخباری اطلاعات کے مطابق افغانستان' ایران' عراق' ترکی' مصر جیسے مسلم ممالک کو مسلمانان ہند کے مطالبات سے پوری ہمدردی ہے اور وہاں کے اخبارات بھی مطالبۂ پاکستان کی پرزور تائید کر رہے ہیں۔ اس بناء پر مجھے یقین ہے کہ اگر برطانوی حکومت اور مسلمانوں میں لڑائی چھڑ گئی تو لازماً وہ تمام ممالک اس کا اثر قبول کریں گے''۔

(پریس کانفرنس دلی۔۱۳ ستمبر ۱۹۴۲ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''فرض کیجئے کہ برطانوی پالیسی کے خلاف تلخی اور غم و غصے سے کام لیتے ہوئے مجھے یہ اعلان کرنا پڑے کہ برطانوی حکومت کے خلاف عدم تعاون کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو پھر مجھ پر یقین کیجئے کہ ان مشکلات کے مقابلے میں جن سے وہ (کانگریس) آج دوچار ہے اسے پانچ سو گنا زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔سوال اسلحہ کا نہیں' اس کے بغیر بھی ہم پانچ سو گنا آفتیں برپا کرنے کی قوت رکھتے ہیں یہ اس ملک کا ہر ذی فہم آپ کو بتا دے گا۔ میرا مقصد ہندوؤں کو مرعوب کرنا نہیں بلکہ مسلمان سرشت ہی اس خمیر

سے ترتیب پائی ہوئی ہے''۔

(طلوعِ اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''گذشتہ دوصدیوں سے مسلم ہندوستان کی کیفیت اس جہاز کی سی چلی آرہی تھی' جس کے پتوار نہ ہوں' اس کا کوئی ناخدا نہ ہو اور وہ چٹانوں سے بھرپور سمندر میں ہچکولے کھا رہا ہو۔ دوسو سال سے وہ شکستگی' بدنظمی اور ابتری کے عالم میں برابر سطحِ آب پر تیرتا چلا آرہا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں بہت سے رفقاء کو لے کر ہم نے اس کی مرمت شروع کی' آج یہ جہاز حیرت انگیز چپوؤں سے آراستہ ہے اور اس کا ناخدا اسے ساحل تک پہنچانے کا عزم لئے ہوئے ہے' اس کے کل پرزے اب ٹھیک ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ اسے وفادار ملاحوں اور کمانڈروں کی خدمات حاصل ہیں اور گذشتہ پانچ برس سے وہ ایک عظیم معرکہ میں شریک ہے''۔

(خطاب یوم ولادت۔۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء)

(طلوعِ اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلمان اگر اپنی کھوئی ہوئی قوتوں کو ازسرِنو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت صرف ایک ہی چیز انہیں یہ سہارا مہیا کرسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے کھوئے یقین کو دوبارہ حاصل کریں اور اسی محکم اور بلند تصور کا سہارا لے کر اٹھیں جو ان کی عالمگیر قومی وحدت کا جزو لاینفک ہے اور جو ان کو ایک سیاسی وحدت میں منسلک کرنے کا باعث ثابت ہو گا' مسلمانوں کے خلاف اغیار کی فرقہ پرستی اور رجعت پسندی کے طنزیہ نعرے سن کر آپ کو گھبرانا نہیں چاہئے۔ دنیا کا بدترین رجعت پسند اور شریرترین فرقہ پرست جب کانگریس کے سامنے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال کر اپنی قوم کو گالیاں دیتا ہے تو اگلے روز وہی سب سے بڑا نیشنلسٹ قرار پاتا ہے''۔

(خطبۂ صدارت اجلاس لکھنؤ)

(طلوعِ اسلام۔دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی تعصب کے اس مرض کو دل سے دور کردیں' یہ امراس برصغیر کے مسلمانوں کے لئے لعنت ہے کہ ان کا ذہن ابھی تک سندھی' پنجابی' پٹھان اور دہلوی کے تنگ دائروں میں گھوم رہا ہے''۔

(یوم عید میلادالنبیؐ پر خطاب۔۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء)

(طلوعِ اسلام۔جنوری' فروری ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۱۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس وقت میرے احساسات پر قنوطیت چھا گئی تھی' میرے جذبات پر مایوسیاں منڈلا رہی تھیں' میں اپنے ملک سے ناامید ہوگیا تھا' صورت حال انتہائی بدنصیبیوں کی مظہر تھی' مسلمان بے یارومددگار کھڑے تھے' ان کا کوئی پرسانِ حال ہی نہ تھا' کبھی دولت برطانیہ کے کاسہ لیس ان کی قیادت سنبھال لیتے اور کبھی کانگریس کے حاشیہ برداران کی نمائندگی کے مدعی بن جاتے' جب بھی انہیں متحد اور منظّم کرنے کی کوشش ہوئی سرکار کے ٹوڈیوں اور کانگریس کیمپ کے ضمیر فروشوں نے ان کی کوشش کو ناکام بنادیا' مجھے محسوس

ہو رہا تھا کہ میں نہ تو ہندوستان کی کوئی مدد کرسکتا ہوں اور نہ ہندو کی ذہنیت کو بدل سکتا ہوں اور نہ مسلمانوں کو ان کی نازک حالت کا یقین دلا سکتا ہوں' یہ احساسِ بیچارگی اس قدر بڑھا کہ میں لندن میں ہی اقامت گزیں ہو کر رہ گیا' اس لئے نہیں کہ مجھے ہندوستان سے محبت نہیں رہی تھی بلکہ مجھے اپنی بے بسی کا پورا احساس ہو گیا تھا''۔

(تقاریر جناحؒ)
(طلوع اسلام۔ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۵)

☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی مملکت

☆''ہمارے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں بہت سے فتنے برپا کئے جا رہے ہیں' پوچھا یہ جاتا ہے کہ کیا پاکستان میں اسلامی حکومت قائم ہو گی؟ ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ کیا یہ بھی کوئی ایسی بات ہے جس کے متعلق کچھ پوچھنے کی ضرورت پیش آئے!''۔

(اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ دلی۔۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء)
(طلوع اسلام۔ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان سے یہ مطلب نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے ہیں' اس سے حقیقی مراد مسلم آئیڈیالوجی ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ہم نے صرف اپنی آزادی ہی حاصل نہیں کرنی' اس قابل بھی بننا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کرسکیں اور اسلامی تصورات واصولات کے مطابق زندگی بسر کرسکیں''۔

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں جہاں وہ اپنے ضابطۂ حیات کے مطابق اور خود اپنے تہذیبی ارتقاء' روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکمرانی کرسکیں''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں اپنے ملک میں صحیح اسلامی جمہوری اصول واقتدار کا احیاء چاہتا ہوں''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں اس موقع پر ان جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں کے لئے جو عوام کی محنت سے پھلے پھولے ہیں' یہ انتباہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ ذہنیت بدکرداری اور حرام خوری پر مبنی ہے جس نے انہیں خودغرضی کی اس انتہا تک پہنچا دیا ہے کہ ان سے کسی معقول روش کی توقع نہیں کی جاسکتی' عوام کو اپنے مفاد کی خاطر استعمال کرنا ان کی فطرت میں داخل ہے۔ وہ اسلام کی ہدایات فراموش کر چکے ہیں اور اس خودغرضی ومفاد پرستی نے انہیں اغیار کے مقاصد کا آلۂ کار بنا رکھا ہے''۔

(خطبۂ صدارت مسلم لیگ اجلاس دہلی۔۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء)
(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۸)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ صرف جان توڑ' مسلسل اور ناقابل شکست مساعی کے زور پر ممکن ہو گا کہ ہم اپنے عوام میں ایسی قوت پیدا کر دیں جس سے نہ صرف آزادی واستقلال کا حصول ممکن ہو

بلکہ اسے شایانِ شان طور پر متشکل بھی کیا جا سکے' پاکستان کا منتہا و مقصود آزادی اور استقلال تک محدود نہیں' یہ اس اسلامی آئیڈیالوجی کا آئینہ دار ہے جو ہمیں ایک بیش بہا ورثے اور سرمایۂ حیات کے طور پر حاصل ہوئی ہے اور جس کے ثمرات سے دیگر اقوام بھی مستفید ہوں گی''۔

(مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کانفرنس۔۱۸ جون ۱۹۴۵ء)

(طلوع اسلام۔نومبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۱)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قیام پاکستان کے بعد ہم اپنی سلطنت کا آغاز لڑائی جھگڑوں سے نہیں کریں گے' ہمیں خود اپنے لئے بہت کچھ کرنا ہوگا اور انہیں بھی' لیکن اگر انہوں نے اس کا آغاز کر دیا اور اپنے ہاں کی مسلم اقلیت سے برا سلوک کیا تو ہم خاموش تماشائی کی حیثیت اختیار نہیں کریں گے۔ اگر برطانیہ لارڈ گلیڈ اسٹون کے عہد میں اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر آرمینیا کے معاملات میں دخل انداز ہوسکتا ہے تو پھر ہمیں یہ حق کیونکر حاصل نہیں ہوسکتا؟ اگر ہماری اقلیتوں پر کہیں بھی کوئی دباؤ ڈالا گیا تو ہم وہی راستہ اختیار کریں گے''۔

(مسلم لیگ ارکان اسمبلی کنونشن۔۱۱/اپریل ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں خدائے عظیم سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان کے دامن پر وہ بدنما داغ نہ لگے' جس کا مظاہرہ مظلوم مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کر کے بہار میں کیا گیا ہے ہمیں تہذیب و شرافت کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے' مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان سے ہمارا کلیجہ چھلنی ہو رہا ہے لیکن ہم مسلم اکثریت والے صوبوں میں بے گناہوں کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا نہیں کریں گے۔ میں مسلمانوں سے پرزور اپیل کروں گا کہ وہ جہاں بھی اکثریت میں ہوں' غیر مسلموں کی حفاظتِ جان اور مال کے لئے جو کچھ بھی ممکن ہو کریں' اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے ہیں' جو بے گناہ مسلمان شہید کئے گئے ہیں یا مال اسباب لوٹا گیا ہے ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی' وہ سمجھ لیں کہ انہوں نے جنگ پاکستان اور آزادی کے لئے اپنا حق ادا کر دیا ہے''۔

(قوم کے نام اپیل۔۱۱/نومبر ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہمارے ملک میں اس وقت دو قسم کے لوگ موجود ہیں ایک طبقہ پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کا حامی ہے اور دوسرا طبقہ پاکستان میں روایتی اسلام کا نظام برپا کرنا چاہتا ہے۔ میں ذاتی طور پر صحیح اسلامی نظام کا دیانتداری سے خواہش مند ہوں' پاکستان کے علاقوں میں ہم اس قابل ہوں گے کہ اسلام کے ترکے اور اپنے تہذیب و تمدن کی نگہبانی دوسروں کی مداخلت کے بغیر کرسکیں''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم اپنی جداگانہ مملکت چاہتے ہیں' جس میں ہم اپنے تصور کے مطابق زندگی بسر کرسکیں' ہندوؤں اور مسلمانوں

کے اختلافات ایسے بنیادی ہیں کہ زندگی کا کوئی اہم معاملہ ایسانہیں جس میں یہ (دونوں) متفق ہوں''۔

(لندن میں تقریر۔۱۶دسمبر ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیسی کیسی بے انصافیاں اور زیادتیاں روا رکھی گئی ہیں' تقسیم کا کام ختم ہو چکا ہے اور ہمارے علاقے کو جس قدر کم کیا جا سکتا تھا کر دیا گیا۔ باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ نہ صرف غیر منصفانہ ہے بلکہ بدنیتی پر بھی مبنی ہے' اسے قانونی فیصلہ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ سیاسی فیصلہ ہے بہرحال اب فیصلہ ہو چکا ہے' ہم نے جو وعدے کئے ہیں انہیں ہم پورا کریں گے۔ ہم اپنے الفاظ پر قائم ہیں''۔

(تقریر لاہور۔اگست ۱۹۴۷ء)

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''آپ درحقیقت میرے اور میری طرح لاکھوں مسلمانوں کے دل کی ترجمانی کریں گے جب آپ کہیں گے کہ پاکستان کی بنیاد عدلِ عمرانی اور اسلامی سوشلزم پر رکھنی چاہیئے جو اخوتِ انسانی پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے' آپ ایسا کہنے میں بھی میرے خیالات کی ترجمانی کریں گے کہ یہاں ہر فرد کو نشوونما کے یکساں مواقع میسر ہونے چاہئیں''۔

(چٹاگانگ میں تقریر۔۲۶مارچ ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ۴۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''آپ نے میرا جس گرمجوشی سے استقبال کیا ہے اور جن الفاظ میں میری خدمات کا تذکرہ کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکرگذار ہوں' میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اسلام کا خادم ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ ہم مسلمان' ایک خدا' ایک کتاب قرآن مجید اور ایک رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے ہمیں ایک ملت کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہئے اب اس ملک میں غیروں کی حکومت نہیں' اب یہاں مسلمانوں کی حکومت اور مسلمانوں کا راج ہے''۔

(پشاور قبائلی جرگہ سے خطاب۔۱۷/اپریل ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ۴۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ذرا سوچئے کہ کوئی شخص اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی توقع کر سکتا ہے کہ یہ عظیم خطۂ زمین اس اقتدار کے تابع آ گیا ہے جسے اسلامی اقتدار کہا جاتا ہے''۔

(ایڈورڈ کالج پشاور۔۱۸/اپریل ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ۴۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہمارے پیشِ نظر مقصد یہ ہے کہ یہاں کے عوام خوشحالی اور اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں' اس مقصد کا حصول مغرب کے اقتصادی نظام کو اختیار کرنے سے کبھی نہیں ہو سکے گا۔ ہمیں اپنا راستہ آپ متعین کرنا چاہئے اور دنیا کے سامنے ایسا نظام پیش کرنا چاہئے جو اسلامی مساوات اور عدلِ عمرانی کے اسلامی تصورات پر مبنی ہو' صرف یہی طریق ہے جس سے ہم اس فریضے سے عہدہ برا ہو سکیں گے جو ہم پر مسلمان ہونے کی

حیثیت سے عائد ہوتا ہے، ہم دنیا کو وہ پیغام دے سکیں گے جو اسے تباہیوں سے بچا لے جائے اور نوعِ انسانی کی بہبود و مسرت اور خوشحالی کا ضامن ہو سکے، یہ کام کسی اور نظام سے نہیں ہو سکتا''۔

(اسٹیٹ بینک افتتاحی تقریر، جولائی ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

تھیاکریسی (مذہبی پیشوائیت)

☆''اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہم کس مقصد کے لئے یہ لڑائی لڑ رہے ہیں، ہمارا نصب العین کیا ہے؟ یاد رکھئے ہمارا نصب العین تھیاکریسی نہیں، ہم تھیاکریٹک اسٹیٹ نہیں بنانا چاہتے''۔

(مسلم کنونشن دہلی۔ ۱۱/اپریل ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔ ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہماری اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے، ہم نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کرتے ہیں، ہم اس اسلامی برادری کے افراد ہیں جس میں حقوقِ تکریم اور عزتِ نفس کے اعتبار سے سب مساوی ہیں اس لئے ہمارے اندر باہمی وحدت کا ایک خاص احساس ہے لیکن آپ کو اس باب میں کوئی غلط فہمی نہیں رہنی چاہئے کہ پاکستان میں کسی قسم کی تھیاکریسی (مذہبی پیشواؤں کی حکومت) کار فرما نہیں''۔

(آسٹریلیا کے باشندوں کے نام پیغام۔ ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۴۲)

☆☆☆☆☆☆☆

مسلم لیگ

☆''میں بلاخوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ دیگر جماعتوں سے کہیں زیادہ مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی اور خودمختاری کی علم بردار ہے، ہم عدل و انصاف اور راست بازی کے طلب گار ہیں، ہم دوسرے فرقوں سے کسی جلبِ منفعت کا ارادہ نہیں رکھتے، ہم اس ملک میں ایک آزاد اور خودمختار قوم کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، ہم اقلیت ہرگز نہیں بلکہ قوم ہیں''۔

(طلوع اسلام۔ مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۷۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم لیگ نے بڑی حد تک مسلمانوں کو برطانوی سامراج کے پنجہ سے نجات دلا دی ہے لیکن اب ایک نئی طاقت سامنے آئی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ حکومتِ برطانیہ کی جانشین ہے، آپ اسے جس نام سے چاہیں پکاریں لیکن وہ اصل میں صرف ہندو اور ہندو راج ہے''۔

(علی گڑھ یونیورسٹی۔ فروری ۱۹۳۸ء)

(طلوع اسلام۔ دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم لیگ کا نصب العین یہ بنیادی اصول ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جداگانہ قومیت رکھتے ہیں اس لئے انہیں کسی دوسری قومیت میں جذب کرنے یا ان کے نظریات اور ملی تشخص کو مٹانے کے لئے جو کوشش کی جائے گی اس کی سخت مخالفت کی جائے گی، ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہم اپنے جداگانہ قومی تشخص اور جداگانہ حکومت کو قائم کر کے رہیں گے''۔

(خطبۂ صدارت مدراس سیشن۔ ۱۹۴۱ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۶۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''تاریخ کی ترتیب میں یہ ایک حیران کن حقیقت قرار پائے گی کہ تین سال کی مدت میں نو (۹) کروڑ مسلمانوں کی ایک جمعیت کیونکر ایک پلیٹ فارم کے گرداگرد اور ایک پرچم کے سائے میں مجتمع ہوگئی' ایک ایسی حقیقت جو آپ کو دو صدیوں سے دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ سب کچھ ایک معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ یہ چیز معرضِ وجود میں آ گئی۔ یاد رکھئے کہ یہ کوئی معمولی سا معاملہ نہیں' یہ ایک عظیم ترین مرحلہ ہے جو سلطنت مغلیہ کے زوال سے اب تک پہلی بار آپ کی زندگی میں سامنے آیا ہے' آپ کو جان لینا چاہئے کہ اس کے لئے تمام ضروری وسائل اور تیاریوں کی ضرورت ہے تاکہ اس نصب العین کو حاصل کیا جا سکے' آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ نہ تو جذبات کی رو میں بہہ جایئے اور نہ نعروں میں کھو جایئے' ایک قوم کی تعمیر کیسے ہوتی ہے' ایک زوال پذیر قوم کی بازآفرینی کی صورت کیا ہے؟ یہ ہیں اصل سوالات' آج ہم زوال یافتہ قوموں میں شمار ہوتے ہیں' ہمیں بدترین دن دیکھنے پڑے ہیں تاہم میں آج مسرور ہوں کہ اس ملک میں ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ اور بازآفرینی کا روشن امکان نظر آ رہا ہے ہم ابھی بمشکل بیدار ہوئے ہیں اور آنکھیں مل رہے ہیں۔ ہم میں ابھی یہ شعور ابھرا ہے کہ اپنے گرد و پیش نگاہ ڈالیں۔ ہماری کیفیت ابھی ایک مریض کی سی ہے' ہم ابھی لاچار ہیں اس لئے پیشتر اس کے کہ آپ پوری طرح صحت مند' مضبوط اور سفر کے قابل ہوں' آپ کو صحت یابی کا مرحلہ طے کرنا ہوگا' آپ اپنے عوام کو کیونکر اس مقام اور تیاری تک لے جا سکیں گے' جہاں آپ اپنے نصب العین کے حصول کے قابل ہوسکیں' یہ کوئی شاہی سڑک نہیں' اس لئے میرے نوجوان دوستو! سب سے پہلے قومی تعمیر کے مختلف شعبوں پر اپنے دل و دماغ کو بروئے کار لایئے''۔

(خطبۂ صدارت مسلم لیگ۔۲۰/ مارچ ۱۹۴۱ء)

(طلوع اسلام۔ مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''تم جانتے ہو تمہاری مسلم لیگ کیا ہے؟ ایک صدر' اس کا اسٹینوگرافر اور ایک اٹیچی کیس''۔

(عربک کالج دہلی۔۱۹۴۲ء)

(طلوع اسلام۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۹)

☆☆☆☆☆☆☆

دوقومی نظریہ

☆''میرے لئے یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ آخر ہمارے ہندو بھائی' اسلام اور ہندومت کی حقیقت اور اہمیت کو سمجھنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں' یہ حقیقت ہے کہ یہ دونوں مذہب نہیں بلکہ ایک دوسرے سے یکسر مختلف معاشرتی نظام ہیں اور اس بناء پر متحدہ قومیت ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا' ہندوستان میں ایک قوم کا غلط تصور حد اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے اور ہماری بہت سی مشکلات اسی کا نتیجہ ہیں اگر ہم نے بروقت اپنے رجحانات کی اصلاح نہ کی تو نتیجہ پورے ہندوستان کی تباہی

ہو گا' یاد رکھئے کہ ہندو اور مسلمان مذہب کے معاملہ میں دو جداگانہ فلسفے رکھتے ہیں' دونوں کی معاشرت ایک دوسرے سے مختلف ہے' دونوں کا ادب جدا جدا ہے۔ نہ تو یہ آپس میں شادیاں رچا سکتے ہیں اور نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھا سکتے ہیں' حقیقتاً وہ دو الگ الگ تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیادیں متضاد تصورات پر قائم ہیں۔ ان کی تاریخیں مختلف' ان کا رزمیہ جدا جدا' اور مشاہیر الگ الگ۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ان کی فتح و شکست کی حیثیتیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں' دو ایسی قوموں کو ایک نظام سلطنت میں یکجا کر دینا' باہمی مناقشت کو بڑھائے گا اور بالآخر اس نظام کو پاش پاش کر ڈالے گا' جو اس ملک کی حکومت کے لئے وضع کیا جائے گا''۔

(سالانہ اجلاس مسلم لیگ لاہور۔ مارچ ۱۹۴۰ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۱)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یاد رکھئے کہ جس مقصدِ عظیم کے لئے ہم برسرِ پیکار ہیں وہ محض مادی مفاد پر مبنی نہیں بلکہ یہ ملتِ اسلامیہ کی روح کی پکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ اسے مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ قرار دیتا ہوں اور اسے سودے بازی کہنا سر بسر غلط ہے' مسلمان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اگر ہم نے یہ بازی ہار دی تو ہم سب کچھ کھو بیٹھیں گے''۔

(خطبۂ صدارت پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔ یکم مارچ ۱۹۴۱ء)

(طلوع اسلام۔ نومبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہم ایک اقلیت نہیں' ہم ایک قوم ہیں اور ایک قوم کو ایک خطۂ ارض کی ضرورت ہوتی ہے' قومیں ہوا میں زندگی بسر نہیں کر سکتیں' ایک قوم کو خطۂ ارض پر زندہ رہنا ہے۔ اسے اس سرزمین پر اپنا نظام مملکت قائم کرنا ہے اور اس کی سرحدات کا تعین کرنا ہے' یہ ہے وہ مطالبہ جس کا حصول ہمارا منتہا و مقصود ہے''۔

(خطبۂ صدارت پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔ یکم مارچ ۱۹۴۱ء)

(طلوع اسلام۔ نومبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان کا آغاز تو اس دن ہو گیا تھا' جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم' اسلام قبول کر کے مسلمان ہوا تھا حالانکہ اس وقت ہنوز مسلمانوں کی کوئی حکومت یہاں قائم نہیں ہوئی تھی' جونہی کوئی ہندو' مسلمان ہوتا' ہندو اسے مذہباً ہی نہیں بلکہ معاشرتی' ثقافتی اور اقتصادی حیثیت سے بھی اپنی برادری سے خارج کر دیتے (اور اس طرح اس کی پہلی قومیت ختم ہو جاتی)۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے اسلام نے ان پر یہ پابندی عائد کر رکھی تھی کہ وہ کسی دوسری قومیت میں مدغم نہیں ہو سکتے (اس طرح یہاں دو قومیں وجود میں آتی چلی گئیں)۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی قصبہ اور ایک ہی شہر میں رہنے کے باوجود کبھی ایک قوم میں مدغم نہیں ہو سکتے وہ ہمیشہ دو الگ الگ قوموں کی حیثیت سے رہتے چلے آ رہے ہیں''۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء)

(طلوع اسلام۔ ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۳۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہندو اور مسلمان' خواہ وہ ایک ہی قصبہ یا گاؤں میں کیوں نہ رہتے ہوں' کبھی ایک قوم کے اجزاء نہیں بن سکے' وہ ہمیشہ دو الگ الگ عناصر کی حیثیت سے رہے ہیں' پاکستان تو اس دن وجود میں آ گیا تھا جب (ہندوستان میں) پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا' یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی''۔

(مسلم یونیورسٹی' علی گڑھ۔ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء)
(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم لیگ کی آئیڈیالوجی مسلم ہندوستان اور خود مختار قومیت کے بنیادی اصولوں پر استوار ہوتی ہے ہر اس کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا جو ہماری قومیت' سیاسی تشخص یا ملی وجود کو ختم کرنے کے لئے بروئے کار لایا جائے گا' ایسی کوشش سعئ ناکام ثابت ہوگی' ہم یہ عزم صمیم لے کر اٹھے ہیں اور اس بارے میں کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا چاہئے کہ اس برصغیر میں ایک آزاد قوم کا منصب حاصل کریں اور ایک خود مختار وجود اور ہماری دنیا ہی مختلف ہے زندگی میں ہمیں ان سے مربوط کرنے والی مملکت کا قیام عمل میں لائیں''۔

(خطبۂ صدارت سالانہ اجلاس مدراس۔ ۱۹۴۴ء)
(طلوع اسلام۔ مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلمان پاکستان کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس میں اپنے ضابطۂ حیات' ثقافتی نشو ونما' روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں''۔

(فرنٹیئر مسلم لیگ کانفرنس پشاور۔ ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء)
(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم دونوں قوموں میں صرف مذہب کا فرق نہیں' ہمارا کلچر بھی ایک دوسرے سے الگ ہے' ہمارا دین ہمیں ایک ایسا ضابطۂ حیات دیتا ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری راہنمائی کرتا ہے ہم اسی ضابطے کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں''۔

(ایڈورڈ کالج پشاور۔ ۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء)
(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دیانت دار آدمی بھی اس حقیقت سے اختلاف کر سکتا ہے کہ مسلمان بجائے خویش' ہندوؤں سے یکسر الگ ایک قوم ہیں''۔

(تقاریر و تحریراتِ جناحؒ' جلد دوم)
(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یاد رکھئے کہ اسلام صرف روحانی اور مذہبی اصولوں کا نام نہیں بلکہ ایک عملی نظامِ حیات ہے' میں زندگی پر ایک کُل کی حیثیت سے غور کرتا ہوں اور پورے نظام حیات (مکمل دین) کے اعتبار سے مسلمانوں کو ایک مستقل اور جداگانہ قوم سمجھتا ہوں۔ زندگی کے ہر اہم شعبے اور ہر عنصر کے لحاظ سے' ہماری تاریخ کے لحاظ سے' ہمارے مشاہیر اور اکابر کے اعتبار سے' ہمارے آرٹ اور فن تعمیر کے لحاظ سے' ہمارے قوانین اور اصولِ قانون کے اعتبار سے' الغرض ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے مسلمان ہندوؤں سے الگ ایک ممتاز اور علیحدہ قوم ہیں۔ ان تمام امور میں ہمارا زاویۂ نگاہ نہ صرف

ہندوؤں سے مختلف ہے بلکہ اکثر شعبوں میں کلیتاً تضاد ہے۔ کوئی چیز بھی تو دکھائی نہیں دیتی' ہمارے نام' ہماری غذا' ہمارا لباس' یہ سب ان سے مختلف ہیں' ہماری معاشی زندگی' ہمارے تعلیمی تصورات' ہمارے جنسی روابط' حیوانات کے ساتھ ہمارا طرزِ عمل' ہر نقطۂ پرکار پر ہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں''۔

(ورڈکٹ آن انڈیا۔ بیورلی نکلسن)
(طلوع اسلام۔نومبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۰)

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ اقبالؒ

☆''علامہ اقبال اگرچہ ایک عظیم شاعر اور فلاسفر تھے لیکن وہ عملی سیاستداں بھی کم پائے کے نہ تھے' وہ اسلامی اصولوں پر ایمانِ کامل اور یقین محکم کی بنیاد پر ان چند افراد میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے یہ تصور پیش کیا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقوں کو (جو مسلمانوں کے تاریخی اماکن ہیں) ہندوستان سے الگ کر کے ایک اسلامی مملکت متشکل کی جا سکتی ہے''۔

(تقاریر جناحؒ' جلد دوم' ص ۲۳۲)
(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے افلاس کا علاج کیا ہے؟ لیگ کا مستقبل اسی سوال کے حل پر موقوف ہے' اگر لیگ نے اس باب میں یہ نہ کیا تو مجھے یقین ہے کہ عوام اس سے اسی طرح بے تعلق رہیں گے' جس طرح اس وقت تک اس سے بے تعلق رہے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلامی آئین کے پاس اس مسئلہ کا حل موجود ہے' اس آئین کو دورِ حاضرہ کے تصورات کی روشنی میں مزید نشوونما دی جا سکتی ہے۔ اسلامی آئین کے طویل اور گہرے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام کو اچھی طرح سے سمجھ کر نافذ کر دیا جائے تو اس سے کم از کم ہر فرد کو سامان پرورش ضرور مل جاتا ہے' اگر ہندوؤں نے سوشل ڈیموکریسی کو اپنے ہاں قبول کر لیا تو ہندومت کا خاتمہ ہو جائے گا' لیکن اسلام کے لئے سوشل ڈیموکریسی کو ایسے مناسب انداز سے قبول کر لینا جس سے یہ اس کے اصولوں سے نہ ٹکرائے' اسلام میں کسی تبدیلی کے مترادف نہیں ہوگا بلکہ اس سے مفہوم یہ ہوگا کہ ہم اسلام کو پھر سے منزہ صورت میں اختیار کر رہے ہیں جیسا کہ وہ شروع میں تھا''۔

(علامہ اقبالؒ کا خط قائداعظمؒ کے نام۔ ۱۹۳۷ء)
(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہندوستان میں آپ ہی کی ذات ایسی ہے جس سے قوم کو یہ امیدیں وابستہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ مستقبل میں جو سیلاب آنے کا خدشہ ہے اس میں صرف آپ ہی مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں گے''۔

(علامہ اقبالؒ کا خط قائداعظمؒ کے نام۔ ۱۱ جون ۱۹۳۷ء)
(طلوع اسلام۔نومبر دسمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۷۶)

☆☆☆☆☆☆☆

آزادی

☆''میں انگریز اور ہندو دونوں کو متنبہ کر دینا چاہتا ہوں کہ تم الگ الگ یا دونوں متفق ہو کر بھی ہماری روح کو فنا کرنے

میں کبھی کامیاب نہ ہوسکو گے' نہ تم اس تہذیب کو مٹا سکو گے جو ہمیں ورثہ میں ملی ہے' ہمارا نورِ ایمان زندہ رہا ہے اور زندہ رہے گا' تم ہم پر ظلم وستم کرو' ہمارے ساتھ بدترین سلوک کرو' ہم ایک فیصلہ پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ عزم کر لیا ہے کہ ہم لڑتے لڑتے مرجائیں گے''۔

(مرکزی اسمبلی میں تقریر۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(طلوعِ اسلام۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''برطانیہ عظمیٰ ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ مسٹر گاندھی اور کانگریس مسلمانوں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہم نہ برطانیہ کو مسلمانوں پر حکومت کرنے دیں گے نہ ہندو کو' ہم آزاد رہنا چاہتے ہیں''۔

(لیگ کونسل کے اجلاس میں۔ فروری ۱۹۴۰ء)

(طلوعِ اسلام۔ فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''چین اور امریکہ کی متحدہ قوت بھی ہم پر کوئی ایسا دستور مسلط نہیں کرسکتی جس میں مسلمانوں کو قربان کر دیا گیا ہو' اگر متحدہ اقوام کسی ایسی مجنونانہ حرکت کا ارتکاب کر بیٹھی تو اسے معلوم ہو جانا چاہئے کہ اپنی حفاظت کے لئے ایک چیونٹی بھی پلٹ کر حملہ کر دیا کرتی ہے' ان غیر ملکی سنگینوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جن کے سائے میں کانگریس راج رچایا جا رہا ہوگا' ہم ملک کے سارے نظام میں زلزلہ ڈال دیں گے اور اسے معطل کر کے رکھ دیں گے''۔

(علی گڑھ یونیورسٹی میں تقریر۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(طلوعِ اسلام۔ فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مالی حیثیت سے ہم دیوالیئے ہیں' اقتصادی لحاظ سے صفر' اور تعلیمی نقطۂ نظر سے پست ترین سطح پر کھڑے ہیں۔ اس لئے میں انتہائی سنجیدگی سے کہوں گا کہ اگر آپ اپنا حقیقی مقام ومنصب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو مسلح کیجئے اور اپنے اندر ضروری صلاحیتیں پیدا کیجئے' اس قسم کی گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں کہ مسلمانوں نے صدیوں تک اس ملک پر حکومت کی ہے اور اب بھی ان کو حکومت کرنے کا حق ہے' حالات کا تقاضا یہ ہے کہ محنت کرو اور استقلال سے اپنی جدوجہد جاری رکھو' ذمہ داری اور فرض شناسی کا احساس پیدا کرو''۔

(مسئلہ دستورِ ہند)

(طلوعِ اسلام۔ دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہمارا کوئی دوست نہیں' ہمیں نہ انگریزوں پر بھروسہ ہے نہ ہندو پر' ہم دونوں کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے خواہ وہ آپس میں متحد بھی کیوں نہ ہو جائیں''۔

(جلسۂ عام پشاور میں تقریر۔ ۱۹۴۵ء)

(طلوعِ اسلام۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اگر ہندو قیادت یا برطانوی قیادت الگ الگ یا دونوں متحد ہو کر ہمارے خلاف فریب کاریوں اور سازشوں پر اتر آئیں تو ہم اس کی مدافعت کریں گے تا آنکہ ہم ایک ایک کر کے کٹ کر مر جائیں''۔

(یوم پاکستان پر تقریر۔ مارچ ۱۹۴۸ء)

(طلوعِ اسلام۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''خدائے عظیم و برتر کی قسم جب تک ہمارے دشمن ہمیں اٹھا کر بحیرۂ عرب میں نہ پھینک دیں ہم ہار نہ مانیں گے۔ پاکستان کی حفاظت کے لئے میں تنہا لڑوں گا۔اس وقت تک لڑونگا جب تک میرے ہاتھوں میں سکت اور جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے' مجھے آپ سے کہنا ہے کہ اگر کوئی ایسا وقت آ جائے کہ پاکستان کی حفاظت کے لئے جنگ لڑنی پڑے تو کسی صورت میں ہتھیار نہ ڈالیں' پہاڑوں' جنگلوں اور دریاؤں میں جنگ جاری رکھیں''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۸)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہمارا مذہب' ہماری تہذیب اور ہمارے تصورات ہی وہ محرک قوتیں ہیں جو ہمیں آزادی حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھاتی ہیں''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان ایک قابلِ عمل نصب العین ہی نہیں بلکہ اس برصغیر میں اسلام کو مکمل تباہی سے بچانے کا واحد راستہ ہے۔ ابھی ہم نے ایک طویل منزل طے کرنی ہے' بلا شبہ پاکستان موجود ہے لیکن ہم نے اسے حاصل کرنا ہے' آزادی کا حصول اس کے تحفظ کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے' انگلستان اور امریکہ آج آزاد ہیں لیکن سوچئے' کہ اپنی آزادی کے استحکام کے لئے انہیں کس قدر شدید جدوجہد کرنی پڑی' ہمیں اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرنا ہے۔ اپنی صفوں کو مضبوط کیجئے' ہمارے سامنے نہ صرف داخلی تحفظ کے مسائل ہیں' بلکہ خارجی جارحیت کا مقابلہ بھی' آزادی کا حصول اور اس کی بقاء واستحکام چرخہ کاتنے سے ممکن نہیں' ہمیں اپنے مساکن اور مقدس مقاصد کی خاطر لڑائی اور دفاع کے لئے تیار رہنا چاہئے اور یقین رکھئے کہ پاکستان تمہارے ہاتھوں میں ہوگا''۔

(تقاریر وتحریرات جناحؒ۔جلد اول)

(طلوع اسلام۔مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یقین مانئے کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد مسلمان اس قدر منظم' اس قدر زندہ اور ایسے بیدار کبھی نہ ہوئے تھے جیسے کہ آج ہیں۔آج ہمارے سروں پر ہمارا اپنا پرچم لہرا رہا ہے یعنی ہندی مسلمانوں کا ملی پرچم۔ہم نے ایسا پلیٹ فارم قائم کرلیا ہے جو مسلمانانِ ہند کی وحدت کا مظہر ہے' ہم نے نہایت واضح الفاظ میں متعین کر دیا ہے کہ ہمارا نصب العین پاکستان ہے''۔

(تقاریر وتحریرات جناحؒ۔جلد اول)

(طلوع اسلام۔مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۷۱)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''جن دنوں مجھے برطانوی حکومت کے ہاتھوں کسی وقت بھی گرفتاری کی توقع تھی تو ان دنوں میری بہن فاطمہ ہی تھی جو میری ہمت بندھاتی تھی' جب حالات کے طوفان مجھے گھیر لیتے تھے تو میری بہن فاطمہ ہی تھی جو میری حوصلہ افزائی کرتی تھی' تفکرات' پریشانیوں اور سخت محنت کے زمانے میں جب

گھر آتا تھا تو میری بہن روشنی اور امید کی تیز شعاع کی صورت میں میرا خیر مقدم کرتی تھی' اگر میری بہن نہ ہوتی تو میرے تفکرات کہیں زیادہ ہوتے' میری صحت کہیں زیادہ خراب ہوتی۔ اس نے لاپروائی سے کام نہیں لیا' کبھی شکایت نہیں کی' میں آج ایسے واقعات کا انکشاف کرتا ہوں جو غالباً آپ نہیں جانتے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ ہمیں ایک عظیم انقلاب کا سامنا تھا' ہم گولیوں کی بوچھاڑ میں حتیٰ کہ موت تک کے مقابلہ کے لئے آمادہ اور تیار تھے۔ میری بہن نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا' میرے شانہ بشانہ رہی۔ میری انتہائی معتمد رہی اور مجھے سنبھالے رکھا''۔

(میرا بھائی۔۔۔۔ فاطمہ جناح)

☆☆☆☆☆☆☆

پاکستان

☆''پاکستان کوئی نئی چیز نہیں' یہ تو صدیوں سے موجود ہے شمال مغربی اور شمال مشرقی ہند' مسلمانوں کا حقیقی ملک ہے جہاں آج بھی ستر فیصد سے زیادہ ان کی آبادی ہے۔ ان علاقوں میں ایسی آزاد اسلامی حکومت ہونی چاہئے' جس میں مسلمان اپنے مذہب اپنے کلچر اور اپنے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرسکیں''۔

(ہندوستان ٹائمز کو بیان۔ ۵ ستمبر ۱۹۳۸ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''آیئے اس عظیم اور مبارک دن یہ عہد کریں کہ آج اور مستقبل کے لئے عالمی نظام میں اپنی اسلامی روایات کی روشنی میں ہم اپنا حقیقی مقام حاصل کریں گے۔ مسلمان فاتح' تاجر' مبلغ اور معلم کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوئے' وہ اپنے ساتھ تہذیب وتمدن لائے' انہوں نے عظیم مملکتیں قائم کیں اور ایک عظیم الشان تہذیب کو جنم دیا۔ انہوں نے ہندوستان کے برصغیر کو تعمیر نو کے سانچوں میں ڈھالا' ہندوستان کے کروڑوں مسلمان دنیا کے ہر خطے کے مقابلے میں مسلم آبادی کی عظیم ترین جمیعت قرار پاتے ہیں۔ اپنی قومی تہذیب وثقافت کے اعتبار سے وہ دوسروں سے متمیز ہیں' وہ سب قوموں کی آزادی اور مساوات کے علمبردار ہیں۔ یہ مسلم ہندوستان کی تقدیر ہے کہ آج کی عالمگیر کشمکش' مستقبل کے جدید نظام اور اس کے قیام کے سلسلے میں ایک موثر قوت کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔ اس لئے میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ پاکستان کے نصب العین کے لئے وہ جم کر کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ ہماری اور اس برصغیر میں ہماری آئندہ نسلوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے' یا تو ہم پاکستان حاصل کر کے رہیں گے یا مٹ جائیں گے' آج دنیا اپنی تاریخ کے سب سے بڑے بحران میں سے گذر رہی ہے' اس عالمگیر جنگ میں اسلام اور مسلمانوں کی ذمہ داری کسی دوسرے سے کم نہیں۔ آیئے آج یہ عہد کریں کہ ہم ان ذمہ داریوں کو پورا کریں گے''۔

(عیدالفطر کا پیغام۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(طلوع اسلام۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان ایک ایسی منزل ہے جس تک پہنچنے سے مسلمانوں کوکوئی طاقت روک نہیں سکتی' پاکستان کا تخیل ایک ایک مسلمان کے دل و دماغ پر چھا چکا ہے بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ پاکستان' ہندوستان کی اسلامی مملکت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔اس برصغیر میں پاکستان کے سوا کوئی دوسرا دستور کامیاب نہیں ہوسکتا''۔

(پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔یکم مارچ ۱۹۴۴ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۰ءصفحہ ۵۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان کا تصور مسلمانوں کے لئے اب ایک عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے ان کی حفاظت' نجات اور تقدیر کا راز اسی میں مضمر ہے' اسی سے یہ آواز اقصائے عالم میں گونجے گی کہ دنیا میں ایک ایسی مسلم مملکت بھی ہے جو اسلام کی عظمتِ گذشتہ کو از سرنو زندہ کرے گی''۔

(پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کانفرنس۔۱۸مارچ ۱۹۴۴ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ءصفحہ ۱۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہماری نجات' ہماری سلامتی اور عزت و آبرو کے تمام تقاضے پاکستان سے وابستہ ہیں' اگر ہم یہ جنگ ہار گئے تو ختم ہوکر رہ جائیں گے' اور اس برصغیر سے مسلمانوں اور اسلام کا نام ونشان تک مٹ جائے گا''۔

(یوم پاکستان پر پیغام۔۲۳مارچ ۱۹۴۵ء)

(طلوع اسلام۔اکتوبر ۱۹۶۵ءصفحہ ۲۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان سے مطلب یہی نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے ہیں' اس سے حقیقی مراد مسلم آئیڈیالوجی ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ہم نے صرف اپنی آزادی ہی حاصل نہیں کرنی' ہم نے اس قابل بھی بننا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کرسکیں اور اسلامی تصورات اور اصول کے مطابق زندگی بسر کرسکیں''۔

(فرنٹیئر مسلم اسٹوڈنٹس کے نام پیغام۔جون ۱۹۴۵ء)

(طلوع اسلام۔اکتوبر ۱۹۶۳ءصفحہ ۴۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلمان پاکستان کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس میں اپنے ضابطۂ حیات' ثقافتی نشوونما' روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کرسکیں''۔

(کانفرنس فرنٹیئر مسلم لیگ پشاور۔۲۱نومبر ۱۹۴۵ء)

(طلوع اسلام۔اکتوبر ۱۹۶۳ءصفحہ ۴۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''پاکستان اس معاملہ میں پوری طرح آزاد ہوگا کہ وہ دولت مشترکہ میں شامل ہو یا اس سے علیحدگی اختیار کرے' میں نہیں جانتا کہ اس وقت کے حالات کے مطابق پاکستان کی حکومت کا فیصلہ کیا ہوگا''۔

(نمائندہ بی بی سی کو جواب۔۱۳اپریل ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ءصفحہ ۴۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں بخلوصِ قلب خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں عہدِ رفتہ کی قابلِ احترام روایات کا اہل بنائے اور ہمیں اس طاقت سے بہرہ ور فرمائے کہ ہم

ملتِ پاکستان کو صحیح معنوں میں اقوام عالم میں ایک ممتاز مقام دلاسکیں، لاریب کہ ہم نے پاکستان حاصل کرلیا، لیکن یہ منزل ایک نئے سفر کا نقطۂ آغاز ہے، آج ہم پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ہمارے عزائم اور حوصلے اسی قدر بلند ہونے چاہئیں، قومی تعمیر کے عملی میدان میں ان کی تکمیل اس سے بھی کہیں زیادہ جدوجہد اور قربانیوں کا مطالبہ کرے گی، جس کا تقاضا حصولِ پاکستان کے مقدس نصب العین کے سلسلے میں ہم سے کیا گیا تھا۔ صحیح معنوں میں ٹھوس عمل کا وقت اب آیا ہے اور مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ باشعور مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے، اوران تمام مشکلات اور موانعات پر غالب آجائیں گے جو اس راہ میں لاحق ہوں گی''۔

(عیدالفطر کا پیغام۔ ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء)

(طلوعِ اسلام۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۵۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مغربی پاکستان، مشرقی پاکستان سے قریب ایک ہزار میل کے فاصلے پر ہے اوران کے درمیان مملکت ہند کا علاقہ حائل ہے، بیرونی ممالک کے ایک طالب علم کے دل میں جو پہلا سوال ابھرے گا وہ یہ ہوگا کہ ایسی مملکت کا قیام کس طرح ممکن ہوگا؟ ایسے دوخطوں میں جن میں اس قدر بُعد ہو، وحدتِ حکومت کس طرح ممکن ہوگی؟ میں اس سوال کا جواب صرف ایک لفظ میں دوں گا اور وہ یہ کہ ایسا ہمارے ایمان کی رو سے ہوگا ایمان خدا پر، ایمان اپنے آپ پر، ایمان اپنے مستقبل پر، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ ہم سے اچھی طرح واقف نہیں وہ ایسے مختصر جواب کا پورا پورا مفہوم سمجھ نہیں سکیں گے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل بھی بیان کردوں (اس کے بعد انہوں نے فرمایا) پاکستان کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے، ہم محمد الرسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے پیرو ہیں، ہم اس اسلامی برادری کے ارکان ہیں جس میں حقوقِ شرف وتکریم اور احترام ذات کے اعتبار سے تمام افراد برابر ہوتے ہیں۔ بناء بریں ہم میں اخوت اور وحدت کا بڑا گہرا جذبہ ہے، ہماری اپنی تاریخ ہے اور اپنی رسوم وروایات۔ ہم اپنے نظریاتِ زندگی، نقطۂ نگاہ اور احساسِ دروں کے مالک ہیں۔ یہی وہ عوامل ہیں جو قومیت کی تشکیل کا معیار بنتے ہیں''۔

(آسٹریلیا کے باشندوں کے نام۔ ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء)

(طلوعِ اسلام۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اندر وہ لوگ موجود ہیں جو بیرونی قوتوں سے مالی امداد حاصل کر کے پاکستان کے درپے تخریب ہیں۔ میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان سے ہوشیار رہیں اوران کے دلکش نعروں اور جاذبِ توجہ وعدوں کے فریب میں نہ آجائیں''۔

(ڈھاکہ کی ایک تقریر۔ مارچ ۱۹۴۸ء)

(طلوعِ اسلام۔ مئی ۱۹۴۸ء صفحہ ۳۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اگر خدا نے مجھے توفیق بخشی تو میں دنیا کو دکھا دوں گا کہ پاکستان اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ساری دنیا کے لئے مشعل راہ ہے' پاکستان ایک تحریک کا نام ہے جس کا مقصد پاکستان کے مرکز سے اسلامی نظریۂ حیات کا فروغ و اشاعت ہے''۔

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم نے آخری اور حتمی فیصلہ کرلیا ہے کہ پاکستان ہمارا واحد نصب العین ہے' ہم اس کی خاطر مسلسل جدوجہد کریں گے اور اپنی جانیں تک قربان کر دیں گے' کسی کو بھی اس بارے میں غلط فہمی نہ رہنی چاہئے' جمہوری نظامِ حکومت کا جنازہ نکل چکا ہے' اس قسم کی جمہوریت کا جو مسٹر ڈیسائی کے پیشِ نظر ہے' ہوسکتا ہے کہ ہماری تعداد کم ہو لیکن حکومت کو معلوم ہے اور میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اپنی کم تعداد کے باوجود اگر ہم اس امر کا ارادہ کرلیں تو تمہارے لئے اس سے سوگنا زیادہ مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ جو کانگریس نے آج تک کی ہیں' یہ ایک دھمکی نہیں بلکہ ایک حقیقت کا اعلان ہے جس سے میں تمہیں خبردار کرتا ہوں''۔

(طلوع اسلام۔مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۶۸)

☆☆☆☆☆☆☆

طلباء

☆''آج پاکستان ہی ہماری وہ منزل مقصود ہے' جس کے لئے ہم برسر جنگ ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو اس کے لئے جانوں کی بازی بھی لگائیں گے' اسے سودے بازی کا معاملہ نہ سمجھئے' میں نوجوانانِ ملت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کے لئے کمریں کس لیں اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کی صلاحیتوں کو اجاگر کریں' ہماری امیدیں ملت کے نوجوانوں سے وابستہ ہیں''۔

(مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس نئی دہلی۔نومبر ۱۹۴۰ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۵۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یاد رکھئے کہ آج جو کچھ بروئے کار لایا جا رہا ہے' کل اسی کی باگ ڈور تمہیں سنبھالنی ہوگی' اس لئے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنے کو اس کے لئے تیار کرلیا ہے؟ کیا آپ اپنے آپ کو منظّم کر چکے ہیں؟ اور کیا آپ میں اپنی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیتیں بیدار ہو چکی ہیں جو آپ پر عائد ہونے والی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر آگے بڑھئے اور یہ اب کر لیجئے۔ یہی موقع اس کے لئے مناسب ہے اور میں آپ کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں''۔

(پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔۷ مارچ ۱۹۴۲ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۷)

☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۴۱ء میں قائداعظم کے دورۂ حیدرآباد کے موقع پر بعض نوجوان طلبا کے سوالات اور قائداعظم کے جوابات)

س: مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟

ج: جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور قوم کے محاورے کے مطابق لامحالہ میرا

ذہن خدا اور بندے کے باہمی تعلق اور روابط کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے' میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ ملا نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے' البتہ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں' زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی سیاسی ہو یا معاشی غرض یہ کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو۔ قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور سیاسی طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے بہترین ہیں بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لئے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر کا تصور ناممکن ہے۔

س: اس سلسلے میں اشتراکی حکومت وغیرہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اشتراکیت' بالشویت یا دیگر اسی قسم کے سیاسی اور معاشی مسلک دراصل اسلام اور اس کے نظام سیاست کی غیر مکمل اور بھونڈی سی نقلیں ہیں ان میں اسلامی نظام کے اجزاء کا سا ربط اور تناسب وتوازن نہیں پایا جاتا۔

س: ترکی حکومت تو ایک سیکولر اسٹیٹ ہے' کیا اس سے اسلامی حکومت مختلف ہے؟ آپ کا اس باب میں کیا خیال ہے؟

ج: ترکی حکومت پر میرے خیال میں مادی حکومت (سیکولر اسٹیٹ) کی سیاسی اصطلاح اپنے پورے مفہوم میں منطبق نہیں ہوتی' اب رہا اسلامی حکومت کے تصور کا امتیاز سو یہ بالکل واضح ہے اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کے لئے تعمیل کا مرکز قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں' اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی نہ کسی اور شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لئے (آپ جس نوعیت کی بھی چاہتے ہوں) بہرحال آپ کو علاقہ اور سلطنت کی ضرورت ہے۔

س: وہ سلطنت ہمیں ہند میں کس طرح نصیب ہو سکتی ہے؟

ج: مسلم لیگ' اس کی تنظیم' اس کی جدوجہد' اس کا رخ اس کی راہ' سب اس سوال کے جواب ہیں۔

س: جب آپ اسلامی اصول کے نصب العین اور طریق کار دونوں میں بہترین اور بدترین حکومت کا یقین رکھتے ہیں اور اجمالاً یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو خودمختار علاقے اس لئے مطلوب ہیں کہ وہاں وہ اپنے ذہنی میلانات

اور تصورات زندگی کو بلا روک ٹوک بروئے کار اور روبہ ترقی لاسکیں تو پھر اس میں کونسا امر مانع ہے کہ مسلم لیگ زیادہ تفصیل اور توضیح کے ساتھ اپنی جدوجہد کی مذہبی تعبیر وتشریح کردے۔

ج: (دقت یہ ہے کہ جب اس جدوجہد کو مذہب سے تعبیر کیجئے تو ہمارے علماء کی ایک جماعت بغیر اس بات کے سمجھنے کے کہ کام کی نوعیت' تقسیم عمل اور اس کے اصل حدود کیا ہیں' ان امور کو صرف چند مولویوں کا اجارہ خیال کر لیتی ہے اور (اپنے حلقہ سے باہر) اہلیت ومستعدی کے باوجود مجھ میں یا آپ میں (یعنی کسی اور میں) اس خدمت کے سرانجام دینے کی کوئی صورت نہیں دیکھتی' حالانکہ اس منصب کی بجا آوری کے لئے جن اجتہادی صلاحیتوں کی ضرورت ہے انہیں میں ان مولوی صاحبان میں (الا ماشاءاللہ) نہیں پاتا (اور پھر مشکل اندر مشکل یہ کہ' وہ اس مشن کی تکمیل میں دوسروں کی صلاحیتوں سے کام لینے کا سلیقہ بھی نہیں رکھتے۔

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۵۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں تمہاری طرح اب جوان نہیں' لیکن تمہارے پرشباب جذبات اور جوش وخروش نے مجھے ضرور جوان بنا دیا ہے' یہ تمہاری گذشتہ سات سالہ انتھک مساعی کا نتیجہ ہے کہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے ہاتھ اب کافی مضبوط ہو گئے ہیں اور آج یہ دعویٰ کرنے کے قابل ہیں کہ ہم میں کوئی فرقہ نہیں۔ اب ہم ایک متحد قوم ہیں' اور ایک ایسا مسلمان نہیں جو ہمارے نصب العین سے بے خبر ہو اور تو اور ایک ایک بچہ بھی یہ جان گیا ہے کہ ایک مسلمان کا مقصد حیات صرف پاکستان ہے''۔

(مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن سیالکوٹ۔مئی ۱۹۴۴ء)
(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم لیگ ہندوستان کی کامل آزادی کی طالب ہے' ایسی آزادی جو کسی ایک فرقہ کے لئے نہیں بلکہ ان سب قوموں کے لئے ہو جو اس برصغیر میں آباد ہیں مسلم لیگ داعی ہے ایک آزاد اور خودمختار اسلام کی اور اسلام ہر مسلمان سے توقع کرتا ہے کہ اس کے لئے اپنا فرض ادا کرے۔ تاریخ کے اس نازک دور میں وہ مقام اور منصب حاصل کرنے کے لئے جو مسلمانوں کی روایات اور ماضی کے ورثہ کے شایان شان ہو' جس قدر بھی عظیم قربانیاں کی جائیں کم ہیں اور بالخصوص اس وقت جب ایک ہولناک جنگ اور خطرناک ترین صورت حال درپیش ہے جس سے یقیناً نظام عالم بدل جائے گا' مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے مسلم نوجوان جن پر قومی ذمہ داریوں کا بار پڑنے والا ہے نو کروڑ اسلامیان ہند کے مستقبل کی تعمیر میں مدد کرنے سے قاصر نہیں رہیں گے''۔

(علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین کے نوجوانوں کے نام پیغام)
(طلوع اسلام۔دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۹)

☆☆☆☆☆☆☆

خواتین

☆''لیگ نے مسلمانوں کو ان کے رجعت پسند عناصر سے

رہائی دلوائی ہے اور ایسی رائے تخلیق کر دی ہے کہ وہ لوگ جو خودغرضی سے اپنی ذاتی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے تھے' قومی غدار ہیں۔ لیگ نے آپ کو مولویوں اور ملاؤں کے ناکارہ عناصر سے بھی رہا کرا دیا ہے' مولوی کی جانب من حیث الجماعت اشارہ نہیں کر رہا' ان میں بعض مخلص ہیں مگر ان کا ایک طبقہ بڑا ہے' میں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ برطانوی حکومت' کانگریس' رجعت پسند مسلمان اور مولوی و ملاان چاروں سے رہائی پانے کے بعد اب آپ فرقۂ اناث کو قید و بند سے چھڑائیں۔ اس سے میرا مطلب یہ نہیں کہ ہم اہل مغرب کی نقالی کریں اور بے ہودگیاں اور خرابیاں اختیار کریں' ہرگز نہیں' میرا مقصد یہ ہے کہ ہماری مستورات ہماری زندگی میں نہ صرف معاشرتی بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی حصہ لیں''۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔۵فروری ۱۹۳۸ء)

(طلوع اسلام۔نومبر ۱۹۶۷ءصفحہ ۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

انگریز

☆''برطانیہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بھیڑیوں کے حوالے کرنا چاہتا ہے' اس میں شبہ نہیں کہ برطانیہ سے وہی بازی لے جا سکتا ہے' جس میں قوت ہو لیکن ہم ہندو اور برطانیہ دونوں سے لڑیں گے''۔

(سندھ مسلم لیگ کانفرنس۔اکتوبر ۱۹۳۸ء)

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ءصفحہ ۳۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ڈیڑھ سو سال سے جو حکومت یہاں قائم ہے یہ عوام کی منظوری سے قائم نہیں ہوئی' یہ وہ نظام جمہوریت ہے جو مغلوں کی حکومت پر غالب آیا' اور برطانوی سنگینیں اس کی وجہ جواز ہیں نہ کہ عوام کی منظوری' عوام میں بیداری کی لہر پیدا ہو رہی ہے اور اسی بناء پر ہم اپنی آزادی کے طالب ہیں' ہم اپنی سرزمین کے مالک آپ بننا چاہتے ہیں اور برطانوی تسلط کو خیرباد کہنا پسند کریں گے' پاکستان کی تجویز اس سلسلے میں ہندوستان کی حقیقی آزادی اور استقلال کا صرف آغاز ہے''۔

(مسلم لیگ کونسل نئی دہلی۔۹ستمبر ۱۹۴۲ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ءصفحہ ۴۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں خوش ہوں کہ برطانوی عوام نے بالآخر نیند سے ذرا آنکھ کھولی ہے' برطانوی قوم کا معمول یہ ہے کہ وہ اس وقت بیدار ہوتے ہیں' جب خطرہ سامنے آ جائے' میں پوچھتا ہوں کہ مطالبۂ پاکستان کے خلاف آخر اعتراض کیا ہے؟ صرف ایک ہی اعتراض کہ ہندو پورا ملک چاہتے ہیں' اگر سارا ملک ان کے سپرد کر دیا جائے تو ہماری حیثیت ایک اقلیت سے زیادہ نہیں ہوگی' اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا برطانیہ اپنی سنگینوں کے زور پر ہندو سامراج کی سرپرستی کرنا پسند کرے گا' اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تم عزت' راستبازی اور صداقت شعاری کا آخری نشان تک کھو بیٹھو گے' برطانوی حکومت اور برطانوی عوام جس قدر جلد ہندوستان کی حقیقی

صورت حال اور حقائق کو سمجھ لیں گے اتنا ہی ان کے لئے بہتر ہوگا' نہ صرف ان کے لئے بلکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے بھی' اس لئے یہ ذمہ داری برطانوی حکومت پر ہے کہ وہ حقائق سے روگرانی اختیار نہ کرے بلکہ مسائل کا مضبوطی اور صفائی سے مقابلہ کرے''۔

(لندن میں مذاکرات کے خاتمہ پر کنگز وے ہال میں تقریر)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۵۱)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہم جانتے ہیں کہ برطانیہ کے پاس مشین گنیں ہیں وہ اپنی طاقت کو جس طرح چاہیں استعمال کریں۔ دنیا کی کوئی عدالت نہیں جس کے پاس ہم اس کے خلاف اپیل کر سکیں۔ دوسری پارٹی کانگریس ہے وہ پوری طرح دوسرے قسم کے ہتھیاروں کو استعمال کرے گی' اس لئے اب ہم اپنے حفظ و بقاء کے لئے آئینی طریقوں کو خدا حافظ کہنے پر مجبور ہیں اور اب ہم نے طے کر لیا ہے کہ براہ راست اقدام کی تیاریاں اور عمل ہماری پالیسی اور پروگرام کا جزو ہوگا''۔

(پریس کانفرنس' جولائی ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''لارڈ پیتھک لارنس نے دارالامراء میں کہا ہے کہ ہم مسٹر جناح سے اس پر اتفاق نہیں کر سکتے کہ انہیں مسلم نامزدگان کی اجارہ داری سونپ دی جائے' میں پوچھتا ہوں کہ وزیر ہند کو موجودہ ذمہ داری کس نے عطا کی؟ کیا اسے ہر انگریز کی اجارہ داری حاصل ہے؟ پھر ایسی بے تکی ہانکنے سے فائدہ؟ آخر اسے یہ کیونکر حق حاصل ہے کہ وہ برطانوی عوام کی طرف سے جن کی صرف ساٹھ فیصدی تعداد اس کی حکومت کے پیچھے ہے کوئی گفتگو کرے۔ ہم اس پر اتفاق نہیں کر سکتے' کہ ملت کے ایک غدار (کوئز لنگ) کو ایگزیکٹو کونسل میں کانگریس کی طرف سے نامزد کیا جائے' برطانوی حکومت اپنے ہاں خود جان ایمری اور لارڈ ہاہا جیسے غداروں سے کیا سلوک کر چکی ہے؟ کیا انہیں تختۂ دار پر نہیں کھینچ دیا گیا' بہت سے انگریز جنہوں نے اپنے ملک سے فریب کیا اور غدار قرار پائے انہیں پھانسی دے دی گئی' مجھے بھی یہ منظور نہیں کہ مسلمانوں کے کسی غدار کو ان کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا جائے''۔

(مسلم لیگ کونسل ڈائریکٹ ایکشن۔۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء)

(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۵۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم ہندوستان کو برطانیہ کی بدعہدیوں اور وعدہ خلافیوں نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے' ہم نے اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان کے مطابق ان سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ جب تک ہندوستان کی بڑی سیاسی جماعتوں اور قومی زندگی کے دوسرے اہم عناصر میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو جائے' حکومت کے اختیارات کسی ایک پارٹی کے نام منتقل نہیں کئے جائیں گے' اس اعلان میں یہ بھی تحریر ہے کہ جب تک ہندو مسلم سمجھوتہ نہ ہوگا' ہندوستان کے لئے کوئی نیا آئین متشکل نہیں ہوگا' لیکن آج حکومت برطانیہ نے اس صاف اور واضح

اعلان کے پرزے پرزے کردیئے ہیں''۔

(خطاب بتقریب عید۔اگست ۱۹۴۶ء)
(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں آج مسرور ہوں اور ہم اس اظہار فخر کے قابل ہیں کہ ہم نے برطانوی حکومت کو ایک سبق سکھا دیا ہے' شر سے خیر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے' اسلامی ہند نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ وہ پوری قوت سے مسلم لیگ کی پشت پر ہے' مجھے یقین ہے کہ ہمارے مخالفین اس حقیقت کو آئندہ پیش نظر رکھیں گے کہ ہماری صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی ہر کوشش ناکام ثابت ہوگی''۔

(تقاریر وتحریرات جناحؒ۔جلد اول)
(طلوع اسلام۔جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۶)

☆☆☆☆☆☆☆

کانگریس

☆''کانگریس نے اپنے طرزعمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے'اس نے نام نہاد نیشنلزم کا سوانگ بھر رکھا ہے اور میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ کانگریس پارٹی کی موجودہ پالیسی جماعتی عناد اور فرقہ وارانہ مناقشت پیدا کر کے ملوکانہ تسلط کے استبقاء کا باعث ہوگی''۔

(خطبۂ صدارت اجلاس لکھنؤ)
(طلوع اسلام۔دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ صحیح ہے کہ برطانیہ اور کانگریس کے چند مسلمان دلالوں کے ذریعے مسلم لیگ میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی گئی' یہ کانگریس کے پروردہ ہیں اور برطانوی شہنشاہیت کے معین و مددگار' کسی نہ کسی طرح ہندو اخبارات ان کا پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں' میں ایسے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا' جو دشمن کے لشکر میں جائیں اور وہاں سے ہم پر تیر چلائیں' مسلمانوں اور مسلم لیگ میں تفرقہ اندازی کی کوشش بالکل بے سود بلکہ ایک بے ہودہ تماشا ہے کیونکہ آپ نے دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کا واحد نمائندہ ادارہ ہے''۔

(طلوع اِسلام۔مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۷۳)

☆☆☆☆☆☆☆

ہندو

☆''ساورکر (صدر مہاسبھا) کی اسکیم یہ ہے کہ جب (انگریز کے چلے جانے کے بعد) میدانی' بحری اور فضائی فوج اور نظم ونسق میں ہندوؤں کو ۷۵ فیصدی حصہ مل جائے گا تو پھر ہندو راج قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ان مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا' جو شمال مغرب اور شمال مشرق میں بستے ہیں' سنئے وہ (مسٹر ساورکر) کہتے ہیں کہ سرحدوں پر ہندو فوج اس طرح بٹھا دی جائے گی' جس طرح اب برطانوی فوج متعین ہے اور یہ فوج اس کا خیال رکھے گی کہ مسلمان سر نہ اٹھا سکیں''۔

(آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن۔دسمبر ۱۹۴۱ء)
(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲۸)

☆☆☆☆☆☆☆

ابوالکلام آزاد

☆''آپ کا تار ملا' میں اس رازداری کا قائل نہیں۔ چونکہ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کا اعتماد کلیتہً کھو چکے ہیں اس لئے میں بذریعہ خط وکتابت یا کسی اور نہج سے آپ سے ان معاملات پر بحث نہیں کرنا چاہتا' کیا آپ کو اس امر کا احساس نہیں کہ آپ کو ایک نمائشی صدر بنانے سے ہندوؤں کا اس کے سوا اور کچھ مقصد نہیں کہ اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ کانگریس یقیناً ایک قومی جماعت ہے اور اس طرح باہر کی دنیا کو دھوکا دیا جائے' آپ نہ ہندوؤں کے نمائندے ہیں نہ مسلمانوں کے' کانگریس ہندو جماعت ہے اس لئے اگر آپ کو عزت نفس کا کچھ پاس ہے تو اس جماعت سے فوراً مستعفی ہو جایئے' اس وقت تک آپ نے لیگ کی تخریب کے لئے انتہائی کوشش کر دیکھی اور آپ کو علم ہے کہ آپ کس طرح اپنی کوششوں میں ناکام رہے ہیں۔ اب ان حرکات کو چھوڑ دیجئے''۔

(ابوالکلام آزاد کے تار کے جواب میں)

(طلوع اسلام۔اکتوبر۱۹۵۱ء صفحہ ۵۱)

☆☆☆☆☆☆☆

گاندھی

☆''ان کا (گاندھی جی کا) مقصد وہ نہیں ہوتا جو وہ زبان سے کہتے ہیں' اور جو ان کا مقصد ہوتا ہے وہ کہتے نہیں' جب ان کے مفید مطلب ہوتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ کسی کے نمائندے نہیں' وہ محض انفرادی حیثیت سے گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ کانگریس کے چار آنہ کے ممبر بھی نہیں رہے اور جب ضرورت ہوتی ہے تو سارے ہندوستان کے واحد نمائندے بن جاتے ہیں۔ جب اور حربوں سے کام نہیں چلتا تو مرن برت رکھ لیتے ہیں' جب کوئی دلیل پاس نہیں ہوتی تو اندرونی آوز' کو بدل لیتے ہیں۔ کہئے کہ ایسے شخص سے ہم کس طرح بات کر سکتے ہیں؟ وہ تو ایک چیستان ہیں' ایک معمہ ہیں''۔

(جلسۂ عام میں تقریر۔اگست ۱۹۴۵ء)

(طلوع اسلام۔فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۳۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ قطعی افترا اور مسلمانانِ ہند کی توہین ہے جس کا مسٹر گاندھی جیسے مرتبہ کی شخصیت کو مرتکب نہیں ہونا چاہئے تھا' میں مسٹر گاندھی کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانانِ ہند اپنی اور صرف اپنی طاقت پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں' ہم نے اپنے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لئے کانگریس اور برطانیہ دونوں کے خلاف آخری خندق تک لڑنے کا عزم کر رکھا ہے اور کسی دوسرے پر تکیہ نہیں کرنا چاہتے''۔

☆☆☆☆☆☆☆

قائداعظم اور طلوع اسلام

اقتباسات از ماہنامہ طلوع اسلام

☆☆☆

☆''قائداعظمؒ نے خود ایک مرتبہ اپنی تقریر میں کہا تھا کہ جب وہ پہلی مرتبہ ۳۶۔۳۷ء میں اس آواز کو لے کر اٹھے ہیں تو حالت یہ تھی کہ جب وہ لاہور گئے تو کسی نے اپنے

یہاں ٹھہرنے کے لئے نہیں کہا اور انہیں ہوٹل میں رات کاٹنی پڑی' پشاور گئے ہیں تو سرکٹ ہاؤس میں ٹھہرے لیکن کوئی شخص ملنے تک نہ آیا۔ دو تین برس کے بعد جب (۱۹۴۰ء میں) پھر لاہور گئے ہیں تو سارا پنجاب دیدہ و دل فرشِ راہ کئے استقبال کے لئے موجود تھا۔ یہ کیا تھا؟ محض حق و صداقت کی آواز کا اثر۔ ورنہ انہوں نے پہلے دن سے وقتِ آخر تک کبھی کوئی ایسا حربہ استعمال نہیں کیا جس سے عام طور پر عوام کی ہر دلعزیزی حاصل کی جایا کرتی ہے۔ ۱۹۳۸ء کا ذکر ہے جب مسٹر جناح پہلی مرتبہ قائداعظم کی حیثیت سے شملہ تشریف لے گئے' مسلمانانِ شملہ نے اپنے محبوب قائد کے استقبال میں ایسا پرشکوہ جلوس مرتب کیا جس کی نظیر اس سے پیشتر کبھی کسی نے نہ دیکھی تھی۔ جلوس ریلوے اسٹیشن سے چل کر مال روڈ کے راستے تارگھر کے قریب تک آ پہنچا' وہاں سے اسے نیچے کے بازار کی طرف جانا تھا۔ اس بازار میں عوام کا ہجوم تھا جو ملت اسلامیہ کے قائد کو اس ہیٹ کے ساتھ دیکھنے کا متوقع نہ تھا جو حسب عادت جناح صاحب کے زیب فرق تھا۔ بعض حساس قلوب نے باہمی اشارے کئے اور یہ سوچا کہ اس ہیٹ کے بجائے اگر جناح صاحب برہنہ سر ہی رکشا میں بیٹھے رہیں تو بھی عوام کے نزدیک زیادہ قابل اعتراض نہ ہوگا انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو جس پر جناب جناح بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے' اس کے لئے آمادہ کیا کہ وہ اس احساس کو ان تک پہنچا دیں' وہ خاموشی سے ہجوم کو چیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور ان کی خدمت میں باادب گذارش کی کہ لوگوں کا یہ خیال ہے' جناب جناح نے اس مشفقانہ تبسم کے ساتھ جو انہی کے ساتھ مختص تھا اور کسی کو نصیب نہیں ہوا' ان سے کہا ''تمہارا جذبہ بجا اور احساس درست ہے لیکن اس کی فکر نہ کرو' محمد علی ان سطحی حربوں سے پاپولر نہیں بننا چاہتا۔ اگر اس میں خلوص اور خدمت کی جاذبیت ہوگی تو یہ خودبخود مقبول ہو جائے گا۔ اور اگر یہ نہیں ہوگا تو اس طرح حاصل کی ہوئی ہر دلعزیزی بڑی ناپائیدار ہوگی''۔

یہ ۱۹۳۸ء کا ذکر ہے' اس کے بعد ان کی دس سال کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ آپ کوئی بات بھی ایسی نہیں پیش کر سکتے جس سے یہ ظاہر ہو کہ انہوں نے عام مقبولیت حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کیا ہو۔ بلکہ (اس کے برعکس) عوام میں ہر دلعزیز بننے کے لئے عام طور پر جن خصوصیات کو ضروری سمجھا گیا ہے' ان میں وہ بھی نہ تھیں۔ نہ وضع قطع' نہ تراش خراش نہ رکھ رکھاؤ۔ حتیٰ کہ نہ وہ شاعرانہ تقریر بازی جس کی قوم اس قدر خوگر ہو چکی تھی' نہ نصب العین کے مقابلے میں کسی کے جذبات کی رعایت' نہ کسی کی خاطر اصول سے ایک قدم بھی انحراف۔ یہ وہ چیزیں تھیں۔ جن سے اچھے اچھے رہنما بھی غیر مقبول ہو جاتے ہیں لیکن ایک یہ مرد خودشناس تھا کہ ان تمام موانعات کے باوجود ایسا ہر دلعزیز ہوا کہ اس کی موت پر کروڑوں آنکھوں نے رات

کی تنہائیوں میں جب کہ خدا کے سوا اور کوئی دیکھنے والا نہ تھا چپکے ہی چپکے آنسو بہائے اور ہر قلب نے یہ محسوس کیا کہ اس کا خود اپنا ایک حصہ الگ ہو گیا ہے۔ میرے گھر کا دیا بجھنے سے میرے ہی گھر میں اندھیرا ہوتا ہے' پڑوس والے کے ہاں بدستور روشنی رہتی ہے' لیکن سورج غروب ہو جانے سے ہر ایک کے گھر میں تاریکی کی سیاہ چادر بچھ جاتی ہے' یہ مقام اسی کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی روشنی کو کسی خاص چاردیواری میں محصور نہ رکھے بلکہ ان حدود و قیود سے بلند ہو کر اپنی روشنی کو عام کر دے۔ تاریخ کی رصدگاہوں سے پوچھئے' یہ مقام بلند اسی کے حصہ میں آتا ہے جو بغیر کسی ذاتی غرض و غایت کے' حق و صداقت کے نصب العین کے حصول میں اپنی زندگی کو وقف کر دے' ذرا سوچئے کہ بالآخر ہمارے پاس وہ کونسی متاعِ ملی تھی جسے لے کر ہم اس بازار بیع وشریٰ میں نکلے تھے' ہمارے پاس تو وہ سوت کی انٹی بھی نہیں تھی جسے لے کر وہ بڑھیا یوسف کی خریداری کے لئے بازار مصر میں آئی تھی' زیادہ سے زیادہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک پلیٹ فارم' ایک جھنڈا' ایک نصب العین۔ یہ تھی ہماری متاع قوم' لیکن ذرا اپنے دل کی دنیا ٹٹولئے اور سوچئے کہ کیا' یہ الفاظ فی الحقیقت آپ کے دلوں کی ترجمانی کیا کرتے تھے یا محض زبان سے ادا ہو جایا کرتے تھے۔

کیا ہمارے اتحاد میں اُتلاف کی وہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی جو دلوں کو جوڑ دیتی ہے یا حالت محض یہ تھی کہ تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتا۔ (تم انہیں اکٹھا تو دیکھ رہے ہو لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں) اپنے دلوں سے پوچھئے اور جو جواب وہاں سے ملے اس کے بعد سوچئے کہ کیا ہمارے پاس وہ متاع بھی فی الحقیقت موجود تھی' جس کا ہم دعویٰ کیا کرتے تھے۔ جب یہ حقیقت آپ کے سامنے آئے گی تو پھر اندازہ ہو سکے گا کہ دنیا میں ایک شخص کا خلوص عمل اور کیریکٹر کیسا انقلاب پیدا کر سکتا ہے''۔

(اکتوبر ۱۹۴۸ء' ص ۹۔۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس طرح جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو یہ ہندو اور مسلمان دونوں کے نزدیک مسلم تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی' یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۴۸ء کے شروع میں قائداعظمؒ نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا تو آپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ جو شخص اردو کے خلاف بات کرتا ہے وہ پاکستان کا غدار ہے''۔

(۲۰ اگست ۱۹۵۵ء' ص ۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظم جو اس قوم کو ایک فرعون نہیں متعدد فرعونوں کے چنگل سے نکال کر اس نئی دنیائے امن و سلامتی میں لے آئے تھے ان کی عمر نے وفا نہ کی اور چل بسے تو عجیب افراتفری کا دور شروع ہو گیا اور اس گھر کی حالت بعینہ وہ ہو گئی جو ایک بزرگ کے اٹھ جانے کے بعد ناخلف اولاد کے

ہاتھوں ہو جایا کرتی ہے۔ نام نہاد آزادی کی زندگی کو دیکھا جائے تو پاکستان قرونِ وسطیٰ کا وہ دربار نظر آتا ہے جس میں بادشاہ کے مر جانے کے بعد سازشوں کا جال بچھ گیا ہو' اقتدار کی کشمکش سے خانہ جنگی کی وہ صورت پیدا ہوئی کہ مقاصد کی تکمیل تو ایک طرف سرے سے مملکت کی برقراری مخدوش نظر آنے لگی''۔

(اگست ۱۹۵۷ء' ص۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے اس تحریک کو عملی شکل دی' وہ مسلسل اور متواتر ان بنیادی تصورات کو دہراتے رہے جو مطالبۂ پاکستان کی اساس اور اسلامی مملکت کے لاینفک اجزائے ترکیبی تھے' یعنی۔

1- قومیت کا مدار آئیڈیالوجی کے اشتراک پر ہے نہ کہ ہم وطنی پر اور

2- اسلامی مملکت کی آزادی اور پابندی کے حدود قرآن کریم کے اصول واحکام متعین کرتے ہیں' انہوں نے سب سے پہلے اس حقیقت کو واضح کیا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہوگی''۔

(جنوری ۱۹۶۱ء' ص ۱۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہر مسلمان جس نے تحریک پاکستان کا بغور مطالعہ کیا ہے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ اس تحریک کے آغاز سے قبل برصغیر ہند کے مسلمانوں کا سفینۂ حیات کس گرداب بلا کا شکار تھا اور جمہوریت کے مغربی تصور کی بلاخیز موجیں کس تندی سے اسے ابدی غلامی اور موت کے ہولناک دہانے کی طرف بہائے چلی جا رہی تھیں' اس سانحۂ قیامت میں قائداعظم کی دور اندیشی اور فرض شناسی نے ملت کو خود آگہی اور خودنگری کے احساس سے نشاۃ ثانیہ کے جس مقام محمود تک پہنچایا اسے ہماری آئندہ نسلیں اور تاریخ فراموش نہیں کرسکیں گی''۔

(جنوری ۱۹۶۱ء' ص ۴۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظم کی مایۂ ناز قیادت اور حسن تدبر کا یہ کس قدر عظیم شاہکار تھا کہ وہ قوم جو چند سال قبل اپنے مسلسل زوال اور انتشار کے باعث غول بیابانی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی ایک واضح نصب العین کا سہارا لے کر دیکھتے ہی دیکھتے اس انقلاب حیات کی فاتح قرار پا گئی جس نے سیاسیات عالم کے نقشے بدل کر رکھ دیئے اور عالم اسلام کی تاریخ کو ایک فردوس گم گشتہ کی بازآفرینیوں سے ہم آغوش کردیا''۔

(جنوری ۱۹۶۱ء' ص ۴۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظمؒ کی سیاست کا یہ انتہائی باکمال کارنامہ ہے کہ انہوں نے یہ چومکھی لڑائی اس انداز سے لڑی کہ نہ کوئی ہنگامہ کھڑا کیا نہ جلاؤ گھراؤ کے فسادات برپا کئے نہ شورشیں اٹھائیں' نہ اینٹ پتھر برسائے۔ صرف اپنے تدبر' فراست اور عظمت کردار سے یہ مہیب جنگ اس طرح جیت لی کہ

تاریخ اس پر آج تک انگشت بدنداں ہے''۔

(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۱۹' دوسرا ایڈیشن)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظم کا انداز یہ تھا کہ وہ بات بڑی مختصر کرتے تھے لیکن وہ ہوتی تھی' بڑی جامع صاف' سیدھی دوٹوک' اس میں نہ کوئی پیچ وخم ہوتا تھا نہ ابہام یا الجھاؤ''۔

(فروری ۱۹۶۳ء' ص ۱۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مرتے وقت یہ شمع کس کے ہاتھ میں دینی ہے؟ علامہ اقبالؒ کی نگہ حقیقت بیں نے اس کا انتخاب بہت پہلے کر لیا تھا' انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اس ہجوم میں ایک مرد راہ بیں ایسا ہے جس کے سپرد یہ امانت نہایت اطمینان اور وثوق سے کی جا سکتی ہے' یہ تھے مسٹر محمد علی جناح بار ایٹ لاء جنہیں ملت کی متحدہ آواز نے قائداعظم کہہ کر پکارا اور انہوں نے اپنی بے لوث خدمت' بے پناہ محنت اور بلند ترین کیریکٹر سے ملت کے اس اعتماد کو سچ کر دکھایا''۔

(اکتوبر ۱۹۶۳ء' ص ۴۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس محسن جلیل کے حسن تدبر اور عزم صمیم نے ہماری فریب خوردہ بھولی بھٹکی زوال پذیر اور منتشر سی قوم کو جو بساط سیاست پر قدم بقدم مات کھا رہی تھی۔ ازسرنو آزادی و استقلال کی گم گشتہ منزلوں کا سراغ دیا' ان منزلوں کے نشان راہ عطا کئے اور وحدت فکر وعمل کی وہ امنگیں بخشیں جن کے صدقے میں یہ ملت درماندہ پورے عزم ہم آہنگی اور یکجہتی سے آغاز سفر کے قابل ہوگئی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں اس نے اپنی منزل کا تعین کیا اور اگست ۱۹۴۷ء میں یہ منزل مراد اس کے قدم لے رہی تھی''۔

(جنوری ۱۹۶۴ء' ص ۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظم کی سیرت و کردار کے سب سے درخشاں نقوش اس وقت مزید نکھر اور ابھر کر سامنے آتے ہیں جب ہم اپنی قوم کی اس دور کی نفسیات کی صحیح صحیح کیفیات کو سامنے لاتے ہیں' ہمیں صاف صاف یہ نقشہ دکھائی دیتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اس برصغیر کے مسلمان سیاسیات کی گذرگاہوں میں نہ تو اپنے لئے کسی منزل کا تعین کر سکے اور نہ فکر و بصیرت کی بنا پر زندگی کے کوئی ٹھوس مقاصد ان کے سامنے لائے گئے سرسیدؒ نے ایک فکر اور منزل کا سراغ دیا لیکن جذبات پسند قوم نے اسے ایک تحریک کی شکل میں اپنانے سے گریز کیا' اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ محض جذبات پر مبنی تھا' تحریک خلافت' تحریک ہجرت اور اس نوعیت کی دیگر ہنگامی تحریکوں کے نام پر انہوں نے سیاسیات ہند میں جو ہنگامے بپا کئے ان کی کیفیت بگولوں کے رقص سے زیادہ نہیں تھی' جذباتی ہنگاموں کے ذریعہ انہوں نے جو طوفان قیامت بھی پیدا کیا وہ ان کی عملی قوتوں کو بیش از بیش مضمحل کرتا گیا۔ ان کی وحدت فکر وعمل سے یہ محرومی ان کی بے بسی اور بیچارگی میں اضافہ کرتی چلی گئی چنانچہ ۱۹۳۵ء میں جب قائداعظم نے اس کی عنان قیادت اپنے ہاتھوں

میں لی تو چاروں طرف مایوسی اور شکست' انتشار اور اضطراب کا اندوہناک سماں طاری تھا۔ مایوسی اور بیچارگی کے موت آفریں مرحلہ میں اگر قائداعظم کی قیادت آڑے نہ آتی تو ہندوقوم پورے برصغیر پر اپنا تسلط جما چکی ہوتی اور اس کی غلامی اور محکومی میں مسلمانوں کا جو حشر ہوتا اس کا اندازہ اس صورت حال سے بخوبی لگایا جا سکے گا۔ جو ۱۹۳۷ء کے صوبائی انتخابات کے بعد ہندو اکثریت کے صوبوں میں منظر عام پر آئی اور تقسیم ہند کے بعد اب پورے بھارت میں اس کی بھیانک تصویریں قدم قدم پر دکھائی دے رہی ہیں۔ قائداعظم کی سیرت و کردار کا یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ مسلم اکثریت کے علاقوں میں نہ صرف یہ کہ کروڑوں مسلمان اس صورت حال کا شکار بننے سے بچ گئے بلکہ وہ ان علاقوں میں ہندو کے بالمقابل اپنی آزاد اور خودمختار مملکت کے قیام کے بھی قابل ہو گئے۔ جو مملکت پاکستان کے نام سے وجود پذیر ہوئی اور اس کا وجود کروڑوں مسلمانوں کی مقدس امنگوں اور آرزوؤں کا مرکز قرار پا گیا''۔

(جنوری ۱۹۶۴ء ص ۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہمیں توقع کرنی چاہئے کہ ہماری مملکت کے کارفرما ملک وملت کو سالہا سال کی پیدا شدہ الجھنوں اور پریشانیوں سے نجات دلانے کے لئے پوری جرأت سے **الا** کی اس منزل کو اختیار کریں گے اور اس طرح پاکستان میں دین خداوندی کے منشاء ومقصود کے مطابق ایک ایسا معاشرہ متشکل کرنے کے قابل ہوسکیں گے جو تحریک پاکستان کا حقیقی نصب العین اور بانی پاکستان کے فاتحانہ عزائم کا محور تھا۔ قائداعظم کا یوم ولادت اسی منزل مقصود کی نشان دہی کرتا ہے اور اسی منزل مراد کا حصول دین خداوندی کی عالم آرائی کا واحد ذریعہ ہے''۔

(جنوری ۱۹۶۴ء ص ۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''وہ دیکھئے سامنے ساحل سے بہت دور ایک کشتی طوفانوں سے کھیلتی ہوئی اپنی منزل مقصود کی جانب بڑھ رہی ہے۔ یہ ملت پاکستان کی نوخیز امنگوں اور عزائم کا سفینۂ حیات ہے اور ایک ہولناک بھنور کو شکست دے کر نئے طوفانوں کے ہجوم میں آگے ہی آگے بڑھا جا رہا ہے' اس کی زندگی سے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی محشر خیز ہلاکت سامانیوں سے وابستہ ہے اور اس پر ایک کڑا وقت بھی آیا ہے جب اس کے پتوار تک کھو گئے تھے' اس کے مسافر ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے۔ کئی ایک بحری قزاقوں سے پیمانِ وفا استوار کر چکے تھے۔ کئی ایک اس کی تہہ میں چھید کئے جا رہے تھے' مایوسی اور شکست کے اس گردوغبار میں اس کی منزل مقصود نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی تباہی کا مرحلہ کس قدر قریب ہے۔ اس ہوشربا کیفیت میں ایک مردِ راہ بیں اور پیکرِ عزم ودانش اس کی ناخدائی کی امنگیں لے کر آگے بڑھا اور اس ڈوبتی ہوئی

نیا کو مردانہ وار کھیتا ہوا، ساحل مراد کی طرف لے آیا۔ وہ سمندر کی موجوں سے لڑا، حوادث کے طوفانوں سے وقف پیکار رہا، اغیار پرستوں اور قومی سلامتی کے دشمنوں سے ٹکرایا اور ایک دن اہل کشتی کا خراج تحسین حاصل کرنے کے قابل ہوگیا، یہ محسنِ قوم تھا بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ''۔

(جنوری ۱۹۶۶ء ص ۴۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس سانحۂ قیامت میں جب قائداعظم مرحوم ومغفور مسلمانوں کی سیاسی قیادت کے لئے میدان میں اترے اور انہوں نے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو ایک سلک تنظیم میں پرونے کا کام سنبھالا تو ان کی راہ میں مشکلات و موانعات کے پہاڑ سر اٹھائے کھڑے تھے۔ وہ بساط سیاست پر اپنے مدمقابل کے مہروں کو مات دینے کی صلاحیت رکھتے تھے، ان کے تدبر اور فراست نے دشمنوں پر ایک تہلکہ سا ضرور بپا دیا تھا لیکن ایک محاذ ایسا بھی تھا جو قائداعظم کے بس کا نہ تھا۔ یہ محاذ تھا ان مخالفین کی مدافعت پر جو قال اللہ اور قال الرسول کے نقاب میں آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں معاملہ مذہبی پیشوائیت کے ان مہروں سے تھا، جنہیں جبہ ودستار کے تقدس میں دشمن اپنا آلۂ کار بنا کر آگے بڑھ چکا تھا اور یہ ''مفتیان شرع مبین'' خوف خدا اور تقاضائے ایمان ودین سے بے نیاز ہوکر یہ فتویٰ صادر فرما رہے تھے کہ واردھا آشرم کے مہاتما اور آنند بھون کے پنڈت بروئے شریعت ہمارے سیاسی امام قرار پاسکتے ہیں کیونکہ سیاست کو مذہب سے کوئی واسطہ نہیں اسلام پرائیویٹ معاملہ ہے اور ملکی سیاسیات اور آزادی کی جدوجہد ہندوؤں، مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر مشتمل متحدہ قومیت کا مسئلہ''۔

(جون ۱۹۶۶ء ص ۴۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''۱۹۳۸ء میں علامہ اقبالؒ کا انتقال ہوگیا تو مذہبی پیشوائیت نے اطمینان کا سانس لیا کہ اب خطرہ ٹل گیا ہے، لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ قائداعظم محمد علی جناح اسی شمع کا علمبردار تھا جسے فکر اقبال نے روشن کیا تھا، انہوں نے اس پکار کو برابر جاری رکھا کہ پاکستان میں نہ ملوکیت کو کسی قسم کا دخل ہوگا نہ وہاں مذہبی پیشوائیت بار پاسکے گی''۔

(جون ۱۹۶۷ء ص ۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''جب مسٹر گاندھی نے ہندوستان میں عام سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو اس نے قائداعظم سے کہا کہ چونکہ ملک سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کے مسئلہ میں وہ بھی متفق ہیں اس لئے وہ اس تحریک میں ان کا ساتھ دیں، قائداعظمؒ نے اس کے جواب میں ان سے کہا تھا کہ گاندھی جی! قوم کو قانون کی اطاعت سکھایئے، سرکشی اور نافرمانی کا سبق نہ پڑھایئے، اسے آپ نے نافرمانی کا عادی بنا دیا تو آج یہ انگریزی قانون کی نافرمانی کرے گی اور کل کو (جب آپ کی حکومت قائم ہوگی تو) آپ کے احکام کی بھی

نافرمانی کرے گی''۔

(فروری ۱۹۶۹ء،ص ۲۷)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ملت اسلامیہ کے مجاہد اعظم محمد علی جناح نے دس سال تک مسلسل لڑائی لڑی اور ہندو اور انگریزوں کے علاوہ خود نیشنلسٹ مسلمانوں، جمیعت العلماء، جمیعت انصار، سرحد کے سرخ پوش، مجلس احرار نیز جماعت اسلامی اور یونینسٹ پارٹی کی مسلسل مخالفت کے علی الرغم پاکستان حاصل کرلیا''۔

(طلوع اسلام مارچ ۱۹۶۹ء،ص ۶۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''سرسید و اقبالؔ کی مساعی جمیلہ کے بعد جو عظمت آفریں شخصیت ہمارے سفینۂ حیات کی ناخدائی کے لئے آگے بڑھی اور اسے ساحلِ مراد سے ہمکنار کر کے دم لیا وہ قائداعظم محمد علی جناح تھے۔ تاریخ شہادت دے گی کہ اس قائد جلیل کی شان قیادت نے اپنے تگ و تاز کے پورے دور میں ایک لحہ کے لئے بھی جذباتی رجحان کی دلفریبیوں کا سہارا نہیں لیا۔ ہندو قوم تعلیم و ترقی اور فکر و شعور کی سنجیدگی میں مسلمانوں سے کس قدر آگے تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں گاندھی جی جیسی شہرۂ آفاق شخصیت کو اپنی لیڈرشپ کا سکہ جمانے کے لئے مہاتمائی روپ دھارنا پڑا۔ اور وہی انداز اختیار کرنے پڑے جو ہندو کے جذبات کو اپیل کر سکیں۔ لیکن کیسا حیرت انگیز ہے سیاسیات ہند کی تصویر کا یہ دوسرا رخ کہ جناحؒ مسلمانوں جیسی جذباتی قوم کی قیادت کے لئے میدان میں آئے اور انہوں نے قومی جذبات پر اثر انداز ہونے کے لئے اس قسم کا کوئی ادنیٰ کھیل کھیلنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ زندگی کے آخری سانس تک انہوں نے اس قسم کی دلفریب نمائشوں سے کلیتہً اجتناب کیا۔ یہی ہے جناحؒ کی عظمت کا وہ امتیازی نشان جسے ہم ان کے کمالات میں سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور یہی تھا ہماری فتح عظیم کا وہ حقیقی راز جو حصول پاکستان کا حقیقی امین قرار پائے گا''۔

(اپریل ۱۹۶۹ء،ص ۳۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''سرسید، اقبال اور قائداعظم نے اس بدنصیب قوم کو جذبات پرستی کی تند آندھیوں اور مسلک تقلید کی گہری تاریکیوں سے نکال کر فکر و بصیرت کی روشنی میں سفر زندگی طے کرنے کے قابل بنایا تھا لیکن قوم کی بدنصیبی کی انتہا یہ تھی کہ حصول پاکستان کی فاتحانہ معرکہ آرائی کے بعد جب قیادت کا میدان خالی ہوگیا تو قوم کے جذبات سے کھیلنے والے مفاد پرست عناصر پھر آگے بڑھ آئے اور ہمارے سب سے بنیادی مسائل بھی جو انتہائی سنجیدہ فکر کے محتاج تھے، جذباتی رجحانات کے سپرد کر دیئے گئے اور اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے''۔

(اپریل ۱۹۶۹ء،ص ۴۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس میں شبہ نہیں کہ قائداعظمؒ سے پہلے ملت اسلامیہ ہندیہ کے بہت سے مایہ ناز فرزندوں نے حصول آزادی

کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کی اور بے مثال قربانیوں کی یاد چھوڑی' ان سب کی عزت اور احترام ہمارے دل میں ہے لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان کی جدوجہد کا منتہیٰ مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مظالم سے نجات دلانا یا زیادہ سے زیادہ ملک کو غیر ملکی فرمانرواؤں کی حکومت سے آزاد کرانا تھا' مسلمانان ہند کے لئے ایک آزاد' اسلامی مملکت کا قیام ان کے پیش نظر نہیں تھا''۔

(اکتوبر ۱۹۶۹ء' ص ۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ سعادت صرف اس برصغیر کے مسلمانوں اور قائداعظم کی حقیقی انقلابی شخصیت کے حصے میں آئی تھی کہ انہوں نے ایجنٹا ایلورا' موہنجو دارو اور گندھارا کے بندھنوں سے لاتعلقی کا اعلان کر کے اسلام کو اپنی قومیت کا مدار قرار دیا' اسی اساس پر اپنی جنگ لڑی اور جیتی۔ اسلام کو عرب ملوکیت کی چھاپ سے آزاد کرا کے ایک زندہ و پائندہ حقیقت ثابت کرنے کا بیڑا اٹھایا''۔

(مارچ ۱۹۷۲ء' ص ۵۰)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''۱۹۳۷ء میں جب قائداعظم علامہ اقبال کے اس تصور اسلام کو عملی پیکر میں متشکل کرنے کے لئے مصروف جدوجہد ہوئے تو انہوں نے ایک دن مجھے یاد فرمایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ تحریک جسے لے کر ہم اٹھے ہیں تمہارے لئے تقاضائے دین ہے۔ اس میں ہمارا مقابلہ تین محاذوں پر ہو گا' انگریز' ہندو اور نیشنلسٹ علماء جو ''قال اللہ اور قال الرسول'' کے پردے میں اس تحریک کی مخالفت کریں گے' پہلے دونوں دشمنوں سے ہم نمٹ لیں گے' میں چاہتا ہوں کہ یہ تیسرا محاذ تم سنبھال لو''۔

(پرویز۔طلوع اسلام ستمبر ۱۹۷۲ء' ص ۱۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں نے ضروری سمجھا ہے کہ کم از کم اتنا تو بتا دیا جائے کہ قائداعظم اس باب میں کیا کہا کرتے تھے' مجھ پر یہ ذمہ داری ایک تو اس لئے عائد ہوتی ہے کہ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا ہے۔ پاکستان کا تحفظ میرا جز و ایمان ہے اور دوسرے اس لئے کہ مجھے قریب دس سال تک قائداعظم کے قریب رہنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔کل روز قیامت اگر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے سامنے میرے خلاف اس قسم کے الزامات تراشے جاتے تھے۔ میں اپنی مدافعت کے لئے وہاں موجود نہیں تھا تم ابھی زندہ تھے اور سب کچھ تمہارے علم میں بھی تھا' تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ حقیقت حال لوگوں پر واضح کر کے میری پوزیشن صاف کر دو' تو میں ان کے اس سوال کا جواب کیا دوں گا''۔

(پرویز۔طلوع اسلام ستمبر ۱۹۷۲ء' ص ۲۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ اک نالۂ دلدوز و آہِ جگرسوز کے ساتھ پکاروں کہ

''قائداعظم آپ کہاں ہیں''؟

آیئے اور دیکھئے کہ آپ نے وہ متاع بے بہا جو آپ کے گریہ ہائے سحری اور فغانِ نیم شبی کا حاصل تھی، جن سپوتوں کے سپرد کی تھی انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے اور کیا کرنے کے ارادے باندھ رہے ہیں۔ سالارِ کارواں! تیرے قافلے کا یہ درماندہ راہی اس تیرہ وتار دشتِ کرب و الم میں، تنہا مصروفِ نالہ وفغاں ہے، تو آ، اور کم ازکم اس کے آنسوؤں کو اپنے دامن شفقت سے پونچھ دے! اس کا اتنا حق تو آپ پرضرور ہے۔

کچھ نقش تری یاد کے باقی ہیں ابھی تک
دل بے سروساماں سہی ویراں تو نہیں ہے''۔

(پرویز۔طلوع اسلام ستمبر۲ ۱۹۷ء ص ۴۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''زیادہ حیرت افزا اور تعجب انگیز ہے وہ انقلاب جو محمد علی جناح کی زندگی میں رونما ہوا' وہ نہ صرف یہ کہ عقیدۂ وطنیت پرنظری طور پر اعتقاد رکھتے تھے بلکہ عملاً بھی ان کا شمار کانگریس کے بلند ترین راہنماؤں میں ہوتا تھا' بمبئی کا ''جناح کانگریس ہال'' آج بھی ان کے عقیدۂ وطنیت کی یاد تازہ کراتا ہے۔ حیرت ہے کہ اقبال کی نگۂ دوررس نے کیسے بھانپ لیا کہ مسلمانوں کے لئے دوقومی نظریئے کی بناء پر ایک جداگانہ مملکت کا حصول اس شخص کے ہاتھوں ممکن ہو گا' جو اس قدر کٹر وطن پرست اور صف اول کا کانگریسی تھا اسے کہتے ہیں دیدہ وری اور مومنانہ فراست' قائداعظمؒ کے سوانح حیات کا مرتب ہیکٹر بولیتھو اس حقیقت کی پردہ کشائی کرتا ہے کہ اپنے قیام انگلستان کے دوران مسٹر جناح نے اقبال سے کئی ملاقاتیں کیں' وہ نہایت اچھے دوست تھے لیکن اس کے باوجود جناح نے اقبال کے دلائل کو فوری طور پر تسلیم نہ کیا' اس میں قریب دس سال کا عرصہ لگ گیا''۔

(طلوع اسلام' مئی ۱۹۷۳ء ص ۳۴)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''گاندھی جی کیا تھے؟ اس کے متعلق قائداعظم نے ایک فقرہ میں وہ کچھ کہہ دیا تھا جس کے لئے کتابوں کی کتابیں بھی کافی نہیں ہوسکتیں' بات یوں ہوئی کہ ایک دن گاندھی جی شو گرام آشرم میں اپنی کٹیا میں بیٹھے پرارتھنا میں محو تھے کہ ایک کونے سے ایک سانپ اندر آ گھسا۔ مہاتما جی خاموشی سے پرارتھنا میں مصروف رہے' اس نے کٹیا کا چکر کاٹا اور آہستہ سے باہر چلا گیا۔ ہندو اخبارات نے اسے مہاتما جی کی کرامت قرار دے کر بہت اچھالا' صبح کو یہ خبریں اخبارات میں شائع ہوئیں تو ایک اخبار کا رپورٹر قائداعظمؒ کے پاس گیا اور اس واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد ان سے پوچھا کہ آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ قائداعظمؒ نے سر ہلایا اور نہایت سنجیدگی سے کہا ''جی ہاں! پروفیشنل ایٹی کیٹ! یہ وہ ریمارکس ہیں جن کا بس لطف لیا جا سکتا ہے سمجھایا نہیں جا سکتا''۔

(قائداعظم کے تصور کا پاکستان۔تصنیف پرویز صاحب)

☆☆☆☆☆☆☆

اقتباسات از طلوع اسلام' اکتوبر ۱۹۷۶ء

☆''امسال' کہ قوم اس رہبر فرزانہ کا صد سالہ جشن

پیدائش منانے میں مصروف ہے' ایسے ایسے مضحکہ انگیز نکات سامنے لائے جا رہے ہیں جنہیں دیکھ کر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے' حالانکہ یہ سوال کہ ہم نے پاکستان کیوں مانگا تھا۔ نہ کوئی معمہ ہے نہ بجھارت' یہ ایک صاف اور واضح حقیقت ہے کہ ہم نے پاکستان اس لئے مانگا تھا کہ یہ ہمارے دین کا تقاضا تھا' اسلام' ایک زندہ حقیقت اور عملی نظام حیات بننے کے لئے اپنی آزاد مملکت کا متقاضی ہے اور یہی تقاضا' مطالبہ پاکستان کی بنیاد ہے''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''بعض احباب نے کہا کہ اور کچھ نہیں تو جناحؒ صاحب سے کہا جائے کہ وہ کم از کم اپنے ''ٹوپ'' کو نیچے رکھ لیں تاکہ وہ نمایاں طور پر دکھائی نہ دے۔ اس جرأت مندانہ اقدام کے لئے قرعہ فال مجھ دیوانے پر پڑا' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مجھے قائداعظمؒ سے شرفِ نیاز حاصل تھا' وقت کی کمی اور جذبات کی تیزی کی وجہ سے میں نے بھی اس اقدام کی نزاکت پر غور نہ کیا اور آگے بڑھ کر قائداعظمؒ کے کان میں یہ بات کہی۔ انہوں نے اسے سنا اور اگرچہ اس سے برافروختہ ہوئے لیکن اسی سرگوشیانہ انداز سے مجھ سے کہا کیا تم لوگ مجھے ''مہاتما گاندھی'' بنا دینا چاہتے ہو' ویسے ممکن تھا کہ میں اس ٹوپی کو نیچے رکھ دیتا۔ لیکن اب ایسا کرنا منافقت ہوگی جس کی کم از کم مجھ سے توقع نہ رکھو''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظمؒ کی سیاست کا یہ انتہائی باکمال کارنامہ ہے کہ انہوں نے یہ چومکھی لڑائی اس انداز سے لڑی کہ نہ کوئی ہنگامہ کھڑا کیا' نہ جلاؤ گھیراؤ کے فسادات برپا کئے' نہ شورشیں اٹھائیں' نہ اینٹ پتھر برسائے' صرف اپنے تدبر' فراست اور عظمتِ کردار سے یہ مہیب جنگ اس طرح جیت لی کہ تاریخ اس پر آج تک انگشت بدنداں ہے''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اس قدر جاں نثار اور رفاقت شعار بہن کو بھی انہوں نے' کوئی عہدہ دینا تو ایک طرف' مسلم لیگ میں بھی کوئی منصب تفویض کرنا پسند نہ کیا کہ اس میں اقربا نوازی کا شائبہ ہوتا جس نے ہماری حیاتِ ملی کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ قائداعظمؒ کا کوئی بیٹا نہیں تھا' ایک بیٹی تھی۔ نہایت چہیتی بیوی کی۔ چہیتی یادگار بیٹی۔ لیکن جب اس نے (ننھیال کے اثرات کے تحت جہاں اس نے پرورش پائی تھی) ایک غیر مسلم سے شادی کر لی تو قائداعظمؒ نے کہہ دیا کہ وہ اس کا منہ نہیں دیکھنا چاہتے اور جیتے جی انہوں نے اس کا منہ نہیں دیکھا''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''یہ راز' راز ہی رہتا اگر اسے' لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی ذاتی ڈائری کے اوراق افشا نہ کرتے' یہ ڈائری حال ہی میں (فریڈم ایٹ مڈنائٹ) نامی کتاب میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اپنی تیزی سے گرتی جانے والی صحت کے متعلق قائداعظمؒ نے اپنے ذاتی ڈاکٹر (جو پارسی تھا) سے مشورہ کیا۔ اس نے ''ایکس رے'' لے کر کہا کہ آپ

کے دونوں پھیپھڑے بری طرح دق آلود ہو چکے ہیں اگر آپ نے کامل آرام اور سکون اختیار نہ کیا تو آپ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکیں گے' آپ کو معلوم ہے کہ اس پر قائداعظمؒ نے کیا کہا؟ انہوں نے ڈاکٹر سے کہا کہ نہ اس ایکسرے کو کسی کے سامنے آنا چاہیئے اور نہ ہی اس بات کا تذکرہ تمہاری زبان پر' چنانچہ ایکسرے کی وہ فلم بھی سربمہر ہوگئی اور ڈاکٹر اور مریض کے لب بھی سل گئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس راز کو سربمہر رکھنے سے مقصد کیا تھا؟ اسے' اس کتاب کے مصنفین کی زبان سے سنئے' انہوں نے لکھا ہے کہ اگر ماؤنٹ بیٹن' جواہر لال نہرو یا مہاتما گاندھی' اپریل ۱۹۴۷ء میں اس سربمہر راز سے واقف ہو جاتے تو تقسیم ہند کا حادثہ کبھی رونما نہ ہوتا''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''قائداعظمؒ کو ہم نوا بنانے (بلکہ یوں کہئے کہ خریدنے کے لئے) برطانیہ کے وزیراعظم لارڈ رمزے میکڈانلڈ نے انہیں ذاتی ملاقات میں کہا کہ اگر سنہا ایک صوبے کا گورنر بن سکتا ہے تو کوئی اور بھی بن سکتا ہے۔ اگر سنہا لارڈ کا خطاب حاصل کر سکتا ہے تو کوئی اور بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اس نے سمجھا کہ صوبے کی گورنری یا لارڈ کا خطاب اتنی بیش بہا قیمت ہے' جس کے عوض کسی ہندوستانی کو بھی آسانی سے خریدا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اس کے جواب میں قائداعظم نے کیا کہا۔ انہوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا اور خاموشی سے وزیراعظم کے کمرے سے باہر نکلنے لگے اس پر رمزے میکڈانلڈ بے حد متعجب ہوا اور قائداعظم سے' الوداعی الفاظ کہنے کے ساتھ' یہ پوچھ ہی لیا کہ آپ کا ایسا ردعمل کیوں ہے؟ قائداعظمؒ نے اس کے جواب میں انتہائی متانت سے کہا کہ: اب میں آپ سے آئندہ کبھی نہیں ملوں گا کیونکہ آپ مجھے بکاؤ مال سمجھتے ہیں''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''عام طور پر تاثر یہ ہے کہ وہ ایک حار و یابس قسم کے قانون دان اور منطقی مزاج انسان تھے جن میں حس لطیف کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ یہ صحیح نہیں۔ ان کی شخصیت' علامہ اقبالؒ کے اس مثالی کردار کی زندہ پیکر تھی' جس کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ: ؎

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے
تنے محکم تر از سنگیں حصارے
درون او دل درد آشنائے
چو جوئے در کنارِ کوہسارے

ان کے آہنی پیکر میں قلبِ سلیم بریشم کی طرح نرم تھا اور پھول کی طرح شگفتہ تھا''۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆''اکثر لوگوں کو اس پر تعجب ہوتا ہے کہ میری اور قائداعظمؒ کی پوزیشن میں اس قدر بعد کے باوجود' وہ کونسی بات تھی جس کی وجہ سے مجھے ان سے اس قدر قرب حاصل تھا۔ میرے اس زمانے کے قریبی احباب تو اس راز سے

واقف تھے لیکن میں نے خود اس کا ذکر بہت کم کیا ہے' میرے اس قرب کی وجہ تھی ان کا قرآنی ذوق' مجھے اسکی اجازت تھی کہ میں پہلے سے وقت لئے بغیر' ان کی فرصت کے اوقات میں حاضر خدمت ہو جایا کروں' میں جب بھی حاضر ہوتا پیش آمدہ اہم معاملہ کے بعد' قرآن کریم کے کسی نہ کسی اہم مقام پر بات شروع ہو جاتی' میں نے ان جیسا ذکی الفہم انسان بہت کم دیکھا ہے' ان کی کیفیت یہ تھی کہ خارے دیدہ واحوالِ چمن گفت ذرا سے نکتہ سے پوری کی پوری بات فوراً سمجھ لیتے تھے یہ غالباً ۱۹۴۷ء کا ذکر ہے کہ ایک نشست میں میں نے قرآن مجید کے کسی مقام کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی اکرمﷺ کی ساری عمر (شریف) اپنے مقصد کے حصول میں جانکاہ مشقتیں اٹھاتے۔۔۔۔ گزر گئی' ایسا نظر آتا ہے کہ کسی وقت حضورؐ کے قلبِ مطہر میں یہ حسین ومعصوم سی آرزو ابھری کہ بارالٰہا! میں اپنے مقصد کو اپنی آنکھوں کے سامنے حاصل ہوتے دیکھ سکوں گا یا میری زندگی اسی تگ وتاز میں گذر جائے گی؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب یہ ملا کہ' ان مـــــــا نـريـنـك بـعـض الـذى نـعـدهـم اونتـو فيـنـك۔ فـانـمـا عـلـيـك الـبلاغ و عـلـيـنـا الـحـسـاب (۱۳/۴) جو کچھ تمہارے پروگرام کے مخالفین سے کہا جا رہا ہے' وہ تیری زندگی میں تیرے سامنے آجائے یا اس سے پہلے ہی تیری وفات ہو جائے' اس سے تجھے کچھ سروکار نہیں' تیرا کام اس پیغام کو عام کئے جانا ہے یہ دیکھنا ہمارا کام ہے کہ ہمارے قانون مکافات کے مطابق اس کا نتیجہ کب سامنے آتا ہے؟

میں رواروی میں یہ کچھ کہہ تو گیا لیکن میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر افسردگی سی چھا گئی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے (ان کی آنکھوں میں آنسو' بہت کم لوگوں نے دیکھے ہوں گے!) یہ دیکھ کر میرا کلیجہ دھک سے رہ گیا میں نے پوچھا کہ آپ پر یہ کیفیت کیوں طاری ہوگئی' فرمایا کہ میں نے سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم ہستیؐ کے لئے بھی ذرا سی رعایت روا نہیں رکھی اور صاف کہہ دیا کہ یہ ہمارے قانون کے مطابق واقع ہوگا' خواہ تمہاری زندگی میں ہو اور خواہ اس کے بعد۔ تو ہم کس باغ کی مولی ہیں وہ ہماری خاطر اپنے قانون میں کیوں رعایت برتنے لگا' اس لئے معلوم نہیں کہ ہم اپنی آنکھوں سے پاکستان بنتے دیکھ سکیں گے یا نہیں؟ اس پر مجھے احساس ہوا کہ مجھ سے نادانستہ کیا غلطی ہوگئی' میرے مضراب نے ان کے کس تارِ رگِ جان کو چھیڑ دیا؟ میں نے اس احساس کی شدت کو کم کرنے کے لئے کہا کہ نہیں حضورؐ کے مقصد کا حصول حضورؐ کی حیاتِ طیبہ ہی میں ہو گیا تھا' فرمایا کہ یہ الگ بات ہے لیکن خدا نے اپنے قانون میں تو کوئی رعایت نہیں برتی تھی۔ یہ کہہ کر وہ پھر ایک گہری سوچ میں ڈوب گئے' اس وقت تو مجھے اس کا علم واحساس نہیں تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ اس گہری

سوچ میں ان کے پیشِ نظر (شاید) اپنے پارسی معالج کے سیف میں محفوظ رکھا ہوا ایکسرے ہوگا جس کا تذکرہ اب ماؤنٹ بیٹن نے کیا ہے' میں رخصت ہونے لگا تو فرمایا کہ عزیزم! جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے کوئی غلط مفہوم نہ لے لینا' قانونِ خداوندی کے بے لچک ہونے کے ساتھ ہمیں اپنے سامنے اسوۂ رسول اللہ رکھنا چاہئے' حضور ﷺ نے اس جواب ملنے کے بعد اپنی تگ و تاز میں کسی قسم کی کمی نہیں کردی تھی' ہمیں بھی اپنی جدوجہد بدستور رکھنی چاہئے اور نتیجہ کا انتظار خدا کے قانون کے مطابق کرنا چاہئے۔ ہمیں بھی اپنے مقصد کی صداقت پر یقین محکم ہے' اعلان پاکستان کے بعد جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے اس عدیم النظیر کامیابی پر ہدیۂ تبریک پیش کرنے کے بعد' مندرجہ بالا واقعہ کی یاددلائی' تو ہنس کر فرمایا کہ نبی اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ نے بات بنادی۔ ورنہ خدا کا جواب تو بڑا روکھا پھیکا تھا'' یہ تھی قائداعظمؒ کے قلبِ سلیم کی ایک مثال''۔

قائداعظم اپنوں اور غیروں کی نظر میں

☆☆☆

☆''میں بڑی مدت سے مسٹر جناح کو جانتی ہوں' ان کے بارے میں خواہ کوئی رائے بھی قائم کی جائے لیکن میں یہ پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ ان کو کسی قیمت پر بھی خریدا نہیں جاسکتا''۔

(بلبلِ ہند مسز سروجنی نائیڈو)
(طلوع اسلام' اکتوبر ۱۹۶۰ء' ص ۵۱)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہندوستان میں آپ ہی کی ذات ایسی ہے جس سے قوم کو یہ امیدیں وابستہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ مستقبل میں جو سیلاب آنے کا خدشہ ہے اس میں صرف آپ ہی ملت کی صحیح راہنمائی کرسکیں گے''۔

(علامہ اقبال کا مکتوب قائداعظم کے نام۔ ۱۱ جون ۱۹۳۷ء)
(طلوع اسلام' ستمبر ۱۹۶۰ء' ص ۵۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم لیگ ایک عظیم المرتبت آرگنائزیشن ہے' اس کا صدر (قائداعظمؒ) ایک وقت میں کانگریس کا پرجوش حامی تھا اور اس سے ہماری بہترین امیدیں وابستہ تھیں لارڈ ولنگٹن سے اس کی معرکہ آرائیاں کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں''۔

(اعتراف مسٹر گاندھی' ہریجن' ۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء)
(طلوع اسلام' اکتوبر ۱۹۶۰ء' ص ۴۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ہندوستان کو جب بھی آزادی نصیب ہوئی وہ جناح ہی کے دماغ کی بدولت ہوگی''۔

(حیات محمد علی۔ گوپال کرشن گوکھلے)
(طلوع اسلام' اکتوبر ۱۹۶۰ء' ص ۴۹)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسٹر جناح بے حد پرکشش انسان ہیں' ایک مقناطیسی کشش' ان کی آواز میں صداقت اور خلوص کی ایسی قوت کارفرما نظر آتی ہے جو میں نے بہت کم زعماء میں دیکھی ہے۔ بہت ہی کم زعماء ہیں۔ میں عصر حاضر کے اکثر زعماء سے ملا ہوں لیکن اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی جتنی کاملانہ قدرت قائداعظم کو حاصل ہے کسی دوسرے میں نظر نہیں

آتی''۔

(سلطان شہریار۔سابق وزیراعظم انڈونیشیا)

(طلوع اسلام' ستمبر ۱۹۷۵ء' ص ۲۵)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''وہی ایک لیڈر ہے جس نے ہمیشہ صداقتوں کو بے نقاب کیا''۔

(مقالہ افتتاحیہ سٹیٹسمین' ۱۲ جولائی ۱۹۴۰ء)

(طلوع اسلام' جنوری ۱۹۶۶ء' ص ۴۶)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''دراز قد' چھریرا بدن' وضعدار' سلک سوٹ زیب تن کئے ہوئے اور یک چشمی عینک لگی ہوئی' ایک سفید کالر گلے میں جسے وہ شدید گرمیوں میں استعمال کرنے کا عادی ہے' وہ شرفائے ہسپانیہ کی طرح نظر آتا ہے۔ سیاسی مسلک میں کہنہ مشق مدبر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی باعظمت شخصیت سینٹ جیمز کلب میں رونق افروز' کوئی لطیف سا مشروب نوشِ جاں کر رہی اور جریدہ ''لی ٹیمز'' کے مطالعہ میں مصروف ہو''۔

(بیورلے نکلسن' ورڈکٹ آف انڈیا)

(طلوع اسلام' ستمبر ۱۹۷۵ء' ص ۱۲)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''جناحؒ کی شخصیت بھی بڑی نمایاں اور ممتاز تھی۔ چٹان کی طرح اپنے مقام پر محکم اور سخت' اور اس کے ساتھ انتہائی درجہ کا ٹھنڈے دل و دماغ کا انسان۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ تم اس کے سینے کی گہرائیوں میں اتر سکو۔ نہایت ذہین وفطین' وہ میرے دلائل کو نہایت آسانی سے سمجھ جاتا لیکن اس کے بعد ایسا محسوس ہوتا جیسے اس نے اپنے اور میرے درمیان کوئی پردہ لٹکا دیا ہو۔ وہ تمام دلائل کو ایک طرف رکھ دیتا اور میں ان کے جواب کے لئے اس کے دماغ میں ذرا سا تحرک پیدا کرنے میں بھی ناکام رہتا۔ میں اسے اس کے مقام سے ذرا سا بھی سرکا نہ سکتا''۔

(لارڈ ماؤنٹ بیٹن)

(طلوع اسلام' اکتوبر ۱۹۷۶ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ایک صاف ستھرا' انتہائی باسلیقہ نوجوان جس کی چال ڈھال دل پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ گفتگو میں منطقی' داؤ پیچ کا زبردست ماہر۔ اپنی بات کو سولہ آنے منوانے کا مدعی' وہ اپنی رائے میں کسی ترمیم کا روادار نہیں۔ اگر اس کی پوری بات نہ مانی جائے تو آدھی بات ماننے پر کبھی راضی نہیں ہو گا۔ میں اس سے باتیں کر کے ہار گیا' لارڈ چمسفورڈ نے اس سے بحث کرنے کی کوشش کی' لیکن جناحؒ کی قوت استدلال نے اسے پوری طرح الجھا کر چاروں شانے چت گرا دیا۔ وہ ایک انتہائی ذہین شخصیت کا مالک ہے۔ اس سے بڑھ کر حقوق کی پامالی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جناحؒ جیسے انسان کو بھی نظامِ مملکت میں دخل حاصل نہ ہو''۔

(مانٹیگو۔۱۹۱۸ء)

(طلوع اسلام' اکتوبر ۱۹۷۶ء)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''انہوں نے اپنی ذات کو ایک بہترین نمونہ پیش کر کے اپنے اس دعوے کو ثابت کر دیا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں۔ ان میں وہ ذہنی لچک نہیں تھی جو انگریز کے نزدیک

ہندوستانیوں کا خاصہ ہے۔ ان کے تمام خیالات ہیرے کی طرح قیمتی، واضح اور بین ہوتے تھے' ان کے دلائل میں ہندو لیڈروں جیسی حیلہ سازی نہ تھی بلکہ وہ جس نقطۂ نظر کو ہدف بناتے تھے اس پر براہ راست نشانہ باندھ کر وار کرتے تھے' وہ ایک ناقابلِ تسخیر حریف تھے''۔

(لندن ٹائمز' وفات قائداعظم پر اظہار)

(طلوع اسلام' ستمبر ۱۹۶۰ء' ص ۵۸)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''میں نے بیس (۲۰) سال پہلے پاکستان کی حمایت میں قلم اٹھایا تھا اور ایک دنیا میری مخالف ہوئی' لیکن میں نے پاکستان کی حمایت میں جو کچھ لکھا تھا اس کی صداقت پر مجھے اس لئے یقین تھا کہ میں جناحؒ صاحب کو جانتا تھا اور آج اگر پاکستان کی نئی نسل کے دلوں میں پاکستان کی محبت کم ہو رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نسل جناحؒ سے واقف نہیں''۔

(بیورلے نکلسن کا ایک حالیہ اعتراف)

(طلوع اسلام' فروری ۱۹۶۳ء' ص ۳۳)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''کوئی شخص اگر ''میموریل'' کا مستحق ہے تو وہ صرف مسٹر جناح ہیں۔ جن کی بلند حوصلگی اور بے خوف قیادت نے قومی زندگی میں حقیقتاً نئے دور کا آغاز کر دیا ہے۔ مسٹر جناح کے عزم صمیم میں ہمارے مرحوم لیڈروں' دادا بھائی نوروجی اور گوپال کرشن گوکھلے کی روح جلوہ گر نظر آتی ہے...... انہوں نے عوام کے حقوق کی راہنمائی کی ہے اور ایک عظیم المرتبت محبّ وطن کی حیثیت سے' ان کا نام ہمیشہ ہمارے دلوں میں تر و تازہ رہے گا...... مسٹر جناح ہر اعتبار سے ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں اور ایک میموریل کے بجا طور پر مستحق ہیں''۔

(مسٹر پی۔ ڈی لام کی اپیل)

(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۷' دوسرا ایڈیشن)

☆☆☆☆☆☆☆

☆'' قائداعظمؒ کے بڑے سے بڑے سیاسی حریف نے بھی کبھی ان کے خلاف' بد دیانتی یا مفاد پرستی کا الزام عائد نہیں کیا تھا۔ انہیں کوئی شخص' کسی قیمت پر بھی خرید نہیں سکتا تھا۔ نہ ہی وہ مرغ بادنما تھے جو شہرت عطا کرنے والی ہواؤں کے ساتھ اپنا رخ کردار بدل لیتے یا وقتی مفادات کی خاطر اپنے سیاسی اصولوں میں تبدیلی کرتے۔ وہ اصولوں کی پابندی میں چٹان کی طرح سخت اور بلند ترین۔ عزتِ نفس و حمیت کے پیکر تھے''۔

(ایچ۔ وی۔ ہاڈسن)

(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۱۳' دوسرا ایڈیشن)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''مسلم لیگ کے بدترین دشمن بھی مسٹر جناح کی لیڈرشپ (قیادت) کو رشک کی نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور ہوں گے۔ لیگ نے پچھلے ہفتہ جو عظیم انقلابی فیصلہ کیا ہے اس سے ہمارے دلوں میں بے ساختہ یہ آرزو ابھرتی ہے کہ کاش! انڈین نیشنل کانگریس میں جناحؒ جیسے مسلم الثبوت تدبر کا ماہر کوئی ایک لیڈر رہتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسٹر

جناحؒ کے اس ایک فیصلے نے' انگریز اور کانگریس دونوں کو بوکھلا کر رکھ دیا ہے' اور اس عامیانہ الزام کی دھجیاں بکھیر دی ہیں کہ مسلم لیگ برطانوی استعمار کی پروردہ جماعت ہے''۔

(مشہور کانگریسی ہفتہ وار اخبار (Blitz) کا اعتراف)
(اصفہانی' ص ۱۸۸' عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۲۰' دوسرا ایڈیشن)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''ان کی گذشتہ عظیم الشان خدمات' سچی حب الوطنی اور جذبۂ حریت ایسی صفات ہیں جو نہ تو کسی سفارش کی محتاج ہیں اور نہ کوئی شخص ان کی عظمت کو کم کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں جناحؒ کے ناقابلِ تسخیر جذبۂ جہاد نے باقی شہریوں کے مقابلہ میں انہیں بہت بڑا امتیازی مقام عطا کر دیا ہے''۔

(بمبئی کرانیکل)
(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۹' دوسرا ایڈیشن)

محبتِ رسولِ اکرم ﷺ اور قائداعظمؒ

☆''میں نے بالآخر (Lincoln's Inn) میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ یہ اس لئے کہ اس کے بڑے دروازہ پر دنیا کے ممتاز ترین مقننین کی جو فہرست کندہ تھی اس میں نبی اکرمؐ کا اسمِ گرامی بھی شامل تھا''۔

(Hector Bolitho-Jinnah. p-9)
(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۲۷' دوسرا ایڈیشن)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''آج ہم یہاں دنیا کی عظیم ترین ہستیؐ کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ کی عزت و تکریم کروڑوں عام مسلمان ہی نہیں کرتے بلکہ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں آپ ﷺ کی بارگاہ میں سر جھکاتی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین۔ انتہائی خاکسار بندۂ ناچیز ایسی عظیم بلکہ عظیموں کی بھی عظیم ترین ہستیؐ کو بھلا کیا اور کیسے نذرانۂ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ عظیم مصلح تھے' عظیم رہنما تھے' عظیم واضع قوانین تھے' عظیم سیاستدان تھے عظیم حکمران تھے''۔

(جشن میلادالنبیؐ' بار ایسوسی ایشن' ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)
(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۲۹' دوسرا ایڈیشن)

☆☆☆☆☆☆☆

☆''۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی مجلسِ دستور ساز سے خطاب کرتے ہوئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ناصحانہ انداز میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں سے اسی قسم کا رواداری اور حسن سلوک کا ثبوت دیا جائے گا جیسا شہنشاہِ اکبر نے روا رکھا تھا۔ یہ سن کر قائداعظمؒ نے جھٹ سے جواب دیا کہ:

> ''غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے لئے ہمیں کسی اکبر کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے رسول مقبول ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے جنہوں نے عیسائی اور یہودی اقلیتوں سے ایسی کشادہ ظرفی کا برتاؤ کیا تھا جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملے گی۔ ہم اس رسول ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کریں گے''۔

(عظمت کردار کا گوہر تابدار' ص ۲۹' دوسرا ایڈیشن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائداعظمؒ کے تصور کی اسلامی مملکت

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا واحد ذریعہ قرآنِ مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی۔ نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی۔ قرآنِ کریم کے احکام ہی سیاست یا معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لئے آپ کو علاقہ اور مملکت کی ضرورت ہے۔''

(عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے طلباء کو انٹرویو)

قرآنِ کریم کی جامعیت

اس حقیقت سے ہر مسلمان واقف ہے کہ قرآن کے احکام مذہبی اور اخلاقی حدود تک محدود نہیں۔ مشہور مؤرخ گبنؔ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''بحرِ اٹلانٹک سے لے کر گنگا تک، ہر جگہ قرآن کو ضابطۂ حیات کے طور پر مانا جاتا ہے۔ اس کا تعلق صرف الٰہیات تک نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے لئے سول اور فوجداری قوانین کا ضابطہ ہے جس کے قوانین نوعِ انسان کے تمام اعمال و احوال کو محیط ہیں اور یہ قوانین غیر متبدل منشائے خداوندی کے مظہر ہیں''۔

اس کے بعد قائداعظمؒ فرماتے ہیں:

''اس حقیقت سے سوائے جہلاء کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مسلمانوں کا بنیادی ضابطۂ زندگی ہے جو معاشرت، مذہب، تجارت، عدالت، فوج، دیوانی فوجداری اور تعزیرات کے ضوابط کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم ہوں یا روزمرہ کے معمولات۔ روح کی نجات کا سوال ہو یا بدن کی صفائی کا۔ اجتماعی حقوق کا سوال ہو یا انفرادی واجبات کا۔ عام اخلاقیات ہوں یا جرائم۔ دنیاوی سزا کا سوال ہو یا آخرت کے مؤاخذہ کا۔۔۔ ان سب کے لئے اس میں قوانین موجود ہیں۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہر مسلمان قرآنِ کریم کا نسخہ اپنے پاس رکھے اور اس طرح اپنا مذہبی پیشوا آپ بن جائے''۔

(تقاریر۔ جلد دوم۔ ص ۳۰۰)۔

تھیا کریسی نہیں ہوگی!

پاکستان، کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی نے ابھی پاکستان کا

آئین مرتب کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس آئین کی آخری شکل کیا ہوگی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کا آئینہ دار' جمہوری انداز کا ہوگا۔ اسلام کے یہ اصول آج بھی اسی طرح عملی زندگی پر منطبق ہو سکتے ہیں جس طرح وہ تیرہ سو سال پہلے ہو سکتے تھے۔ اسلام نے ہمیں وحدتِ انسانیت اور ہر ایک کے ساتھ عدل و دیانت کی تعلیم دی ہے۔ آئینِ پاکستان کے مرتب کرنے کے سلسلے میں جو ذمہ داریاں اور فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں' ان کا ہم پورا پورا احساس رکھتے ہیں۔ کچھ بھی ہو' یہ مسلمہ بات ہے کہ پاکستان میں کسی صورت میں بھی تھیا کریسی رائج نہیں ہوگی' جس میں حکومت مذہبی پیشواؤں کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے کہ وہ (بزعمِ خویش) خدائی مشن کو پورا کریں۔

(فروری ۱۹۴۸ء بہ حیثیتِ گورنر جنرل)

کھاتہ داران حضرات

خصوصی توجہ فرمائیں

جن کھاتہ داران نے اپنے کھاتوں سے مجلّہ طلوع اسلام جاری کروایا ہوا ہے ان سے گذارش ہے کہ آپ اپنی فہرست خریداران 15 دسمبر 2009ء تک ادارہ طلوع اسلام کو بھجوادیں اور جن کو میگزین سال 2010ء کے لئے جاری رکھنا مقصود ہو یا جن کے میگزین بند کرنے ہوں' مکمل فہرست' ایڈریس کے ساتھ بھجوادیں تاکہ بروقت عمل درآمد ہو سکے۔ شمارہ کی اشاعت میں اضافہ آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پاکستان میں یونیورسٹیز' کالجز کی لائبریریوں کو لندن بزم و ناروے بزم کے تعاون سے 100/100 میگزین بھیجے جا رہے ہیں جو کہ بہت کم تعداد ہے۔ اگر بیرون ملک یا اندرون ملک کی بزمیں مزید تعاون کریں تو اس تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے اور پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں میگزین بھیجنا ممکن ہو سکے گا۔ امید ہے کہ بزمیں اس مسئلہ پر تعاون کریں گی۔

کھاتہ داران جن کے ذمے طلوع اسلام کی رقم بقایا ہے ان کو ان کے کھاتوں کی تفصیل بھجوائی جا رہی ہے تاہم اگر کسی وجہ سے یہ ان تک نہ بھی پہنچے تو بھی تمام کھاتہ داران سے التماس ہے کہ وہ اپنے کھاتوں میں معقول رقم جمع کرانے کا اہتمام کریں تاکہ واجب الادا رقوم کی وجہ سے ادارہ مالی پریشانیوں کا شکار نہ ہو۔

بینک اکائونٹ کے لئے ضروری وضاحت

1- بینک کا اکاؤنٹ نمبر۔ 3082-7

2- بینک کا نام۔ نیشنل بینک آف پاکستان' مین مارکیٹ برانچ گلبرگ' لاہور (پاکستان)۔

3- نام اکاؤنٹ۔ ادارہ طلوع اسلام

شکریہ

چیئرمین ادارہ طلوع اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائداعظمؒ کا خط گاندھی کے نام

حصولِ پاکستان کے بعد' قوم' مالِ غنیمت (نہیں بلکہ مالِ فے) کی تقسیم میں اس قدر جذب ہوگئی کہ اسے اپنے پرائے سب بھول گئے۔ (''مالِ فے'' اسے کہتے ہیں جو دشمن سے جنگ کئے بغیر ہاتھ آجائے)۔ حتیٰ کہ یہ اقبال کو بھی بھول گئی جس نے پاکستان کا تصور دیا تھا اور جناح کو بھی' جس نے اس تصور کی عملی تشکیل کی۔ اقبال کا نام کبھی کبھار ریڈیو پاکستان سے طبلہ کی تھاپ کے ساتھ سنائی دیتا ہے۔ باقی رہا جناح' سو اس کی یاد تازہ کرنے کا صرف یہ طریقہ رہ گیا ہے کہ جب کسی کو اپنے کسی مقصد کے لئے ضرورت پڑتی ہے تو وہ قائداعظم کا کوئی ایسا قول دہرا دیتا ہے جو اس کے مفید مطلب ہو۔ واضح رہے کہ ہمارے نزدیک نہ اقبال کی ہر بات سند ہے۔ نہ قائداعظم کی۔ نہ کسی اور انسان کی۔ سندِ مطلق صرف خدا کی کتاب ہے۔ لیکن اپنے محسنوں کی ان خوبیوں کو یاد نہ کرنا جن کی بناء پر انہوں نے ہمارے لئے اتنا کچھ کیا تھا' اپنے ناخلف ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ آج کی نشست میں ہم محترم قائداعظم کی ایک ایسی خصوصیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں جس کا شہرہ دور دور تک تھا اور جس کی وجہ سے انہیں عصر حاضر کے سیاسی راہ نماؤں میں بلند مقام حاصل تھا۔ وہ خصوصیت تھی ان کی صاف گوئی۔ جرأت اور بے باکی۔ لگی لپٹی بغیر سیدھی سیدھی بات کہہ دینا۔

قائداعظم اگرچہ کوئی سکالر نہیں تھے لیکن انہیں انگریزی زبان پر جس قدر عبور تھا وہ ان کی تقاریر' بیانات' پیغامات اور خطابات سے ظاہر ہے۔ ان کی تقریر اور تحریر دونوں فی البدیہہ (Ex-Tempore) ہوتی تھیں۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے صدارتی خطابات بھی۔ لیکن ان سب میں ان کا خاص انداز ہر جگہ نمایاں ہوتا تھا۔ یہ انداز ان کے خطوط میں اور بھی ابھر کر سامنے آجاتا تھا۔ اور جب مخاطب مسٹر گاندھی ہوتے تو یہ چیز اپنی انتہا تک پہنچ جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ محترم قائداعظم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے گاندھوی طلسم کو اس طرح توڑا کہ ساری دنیا نے اسے بے نقاب دیکھ لیا۔ گاندھی جی جس انداز مہاتمائی سے اٹھے

اور بڑھے تھے' اگر قائداعظم مرحوم کی عقابی نگاہیں اسے نہ بھانپتیں اوران کا جرأت آموزاورصداقت آمیزتدبراس کا راستہ نہ روکتا' تو اس وقت مسلمانوں کا جوحشر ہوتا اس کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔قوم کی آنے والی نسلوں کو اس نبردآزمائی کی حقیقت سے باخبر رکھنے کے لئے' ہمارے نزدیک ضروری ہے کہ ''گاندھی۔ جناح'' کی پوری خط و کتابت' ضروری حواشی کے ساتھ' مستندطریق سے شائع کی جائے۔ یہ بڑادلچسپ' سبق آموزاوردیدہ کشا مجموعہ ہوگا۔ ہم ذیل میں اس مجموعہ میں سے صرف ایک خط نمونتہً پیش کرتے ہیں اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اس خط و کتابت کا اندازکیا تھااورمحترم قائداعظم کا مقام کیا؟ یہ خط جنوری 1940ء کالکھا ہوا ہے۔اس وقت مسٹرگاندھی کی یہ پوزیشن تھی کہ ان کے ایک اشارے پرتیں کروڑ ہندواور نیشنلسٹ مسلمان) انگریزوں جیسی طاقت کے مقابلہ میں آمادۂ بغاوت ہو جاتے تھے۔ دوسری طرف قائداعظم اگرچہ مسلم لیگ کے صدر تھےلیکن اس مسلم لیگ کی حالت' خودان کے الفاظ میں اس سے زیادہ نہ تھی کہ۔

مسلم لیگ نام ہےتمہارے صدر

اوراس کےایک اٹاچی کیس کا۔!

اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ قائداعظم کا مدمقابل کون تھا اوران کاٹکراؤکس بے پناہ قوت کے ساتھ تھا۔اس کے بعد یہ دیکھئے کہ اتنی بڑی بے پناہ قوت کے حامل' ''مہاتما گاندھی'' کو قائداعظم کس انداز سے جواب دیا کرتے تھے۔سوچئے کہ ایسا جواب دینے کے لئے کس قدر صداقت' جرأت اور بے باکی کی ضرورت ہوتی ہے۔اسے اچھی طرح یادرکھئے کہ قائداعظم وضع اورسلیقہ کے اس قدر پابند تھے کہ بدتمیزی یا ناشائستگی کا ایک لفظ بھی ان کی زبان سے نہیں نکلا کرتا تھا۔لہٰذا جس بات کوآپ درجِ ذیل خط میں دیکھیں گے وہ جرأت اور بیباکی ہے' بدتمیزی اور بدسلیقگی نہیں۔اس کے ساتھ ہی شگفتگی اورتبسم زیرلبی بھی! ہم اس خط کواس لئے شائع کررہے ہیں کہ

(1) ہمارے ارباب حل وعقد جو 56 سالوں سے ہندو قیادت کے ساتھ مختلف فیہ معاملات پرگفت وشنید کر رہے ہیں' انہیں معلوم ہو جائے کہ ہندوکونسی زبان سمجھا کرتا ہے۔اور

(2) آج جولوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ مذہب کا رشتہ نہایت کمزوررشتہ ہےاورقومیت کی تشکیل اشتراک وطن کی بنا پر ہوتی ہے نہ کہ وحدت مذہب کی بنا پر' انہیں (اگرخدا و رسول کے ارشادات سے کچھ دلچسپی نہیں توکم ازکم وہ) یہی دیکھ لیں کہ قائداعظم کااس باب میں کیا خیال تھااوران کے نزدیک انسانی زندگی میں مذہب کی صحیح پوزیشن کیا تھی۔ (ان باتوں کا حقیقی لطف تو خط کی اصل زبان' انگریزی ہی سےمل سکتا ہے۔ بایں ہمہ' ہم کوشش کریں گے کہ اس کے آزادترجمہ میں اس کا کچھ نہ کچھ اندازآجائے) خط یہ ہے۔

ڈیئر مسٹر گاندھی

مجھے آپ کا خط ملا اور اس مضمون کی نقل بھی جسے آپ نے ہریجن میں بغرض اشاعت بھیجا ہے۔ میں نہ صرف آپ کے اس حسنِ اخلاق کے لئے سپاس گذار رہوں بلکہ اس تشویش کے لئے بھی جو آپ کو میرے اس مقصد کے آگے بڑھانے کے سلسلہ میں لاحق ہو رہی ہے' جسے آپ میرے پیغامات اور تگ و تاز میں محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے وہ تمام مفروضے غلط ہیں (جن پر آپ اپنی منطق کی عمارت استوار کر رہے ہیں)۔ آپ آغازِ سخن ''ہندوستانی قوم'' (انڈین نیشن) کے نظریہ سے کرتے ہیں جس کا کہیں وجود ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب آپ کی منطق کی خشتِ اول ہی ٹیڑھی ہے تو اس پر اٹھائی ہوئی دیوار کس طرح سیدھی ہو سکتی ہے؟ لہٰذا اس غلط مفروضہ سے آپ جن نتائج تک پہنچیں گے وہ سب غلط ہوں گے۔ مجھے اتنا خیال ضروری تھا کہ کم از کم آپ اخبارات کی یک طرفہ رپورٹوں اور ان کی افسانہ تراشیوں اور افترا پردازیوں سے بہک نہیں جائیں گے۔ لیکن آپ کے مضمون کا بیشتر حصہ بھی محض آپ کے تخیل کی خلاقی ہے۔ حقیقت پر مبنی نہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ سیوا گاؤں کے بھورے میں تخلیہ کی زندگی بسر کرتے ہیں (اس لئے آپ کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے) اور دوسری وجہ یہ کہ آپ کے تمام خیالات اور حرکات آپ کی ''اندرونی آواز'' کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ آپ کو حقائق سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ یا یوں کہئے کہ اس چیز سے کچھ واسطہ نہیں جسے ایک عام فانی انسان ''عملی سیاسیات'' سے تعبیر کرتا ہے۔ مجھے تو کبھی کبھی اس پر تعجب ہوتا ہے کہ بالآخر آپ میں اور عملی سیاسیات میں کونسی بات مشترک ہے یا جمہوریت میں اور ایک ایسی سیاسی جماعت کے ڈکٹیٹر میں' جس کا وہ ''چار آنہ'' کا ممبر بھی نہیں؟ اس کی شاید وجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک کانگریس اس قابل ہی نہیں کہ آپ اس کے ممبر بنیں۔ (آپ اسے اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں!)۔

مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ''یوم نجات'' پر میرے ہدیۂ تہنیت نے آپ کو طلسم پیچ و تاب نہیں بنا دیا ''قائداعظم جناح زندہ باد'' کی خاموش دعا میں آپ کی شرکت' آپ کی شرافت کی دلیل ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں' لیکن بایں ہمہ' مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ آپ نے ''یوم نجات'' کے حقیقی مفہوم اور اس کی اہمیت کو محسوس کر لیا ہے۔ 1

یہ خبر درست ہے کہ بہت سے غیر کانگریسی ہندوؤں نے ہمارے مطالبہ کی صداقت اور ہمارے دعوے کے مبنی بر انصاف ہونے کی بناء پر ''یوم نجات'' پر ہم سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔ نیز جسٹس پارٹی کے لیڈروں'

---

1 جب ہندوستان میں کانگریس نے وزارتوں سے استعفیٰ دیا تو سارے ملک میں مسلمانوں نے ''یوم نجات'' منایا کہ اللہ نے انہیں تنگ نظر ہندو کی حکومیت سے نجات دلائی ہے۔ اس پر سارا ہندو پریس اور ہندو جاتی سٹپٹا اٹھی تھی۔

اچھوت اقوام اور پارسیوں نے بھی' جنہوں نے کانگریسی راج کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھائی تھیں۔لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ نے ان کے اس اظہار ہمدردی کو جو معنی پہنائے ہیں' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس کے صحیح مفہوم کو سمجھے ہی نہیں۔ان کا یہ عمل اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ مشترکہ مصیبتیں کس طرح اجنبیوں کو بھی ایک دوسرے کے قریب لے آتی ہیں اوراس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ باہمی مفاد کا اشتراک مسلمانوں اور اقلیتوں میں کس طرح اتحاد پیدا کرسکتا ہے۔ میں اس حقیقت کو ایک مرتبہ پھر دہرا دینا چاہتا ہوں اوراس باب میں مجھے نہ کسی قسم کا دھوکہ ہے نہ شک و شبہ۔کہ نہ ہندوستان میں ایک قوم بستی ہے اور نہ ہی یہ ایک ملک ہے۔ یہ برصغیر مختلف اقوام کا مجموعہ ہے جن میں ہندو اور مسلمان دو بڑی بڑی قومیں ہیں۔آج آپ اس سے انکار کرتے ہیں کہ قومیت کی تشکیل میں مذہب ایک بہت بڑا عنصر ہے۔لیکن (آپ کو یاد ہوگا کہ) جب آپ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ زندگی میں آپ کا مقصود کیا ہے اور وہ قوتِ محرکہ کونسی ہے جو ہمیں آمادہ بہ عمل کرتی ہے۔کیا وہ مذہب ہے۔ سیاست ہے۔ یا عمرانی (سوشل) اصلاح ہے۔۔۔تو آپ نے کہا تھا کہ وہ خالص مذہبی جذبہ ہے۔ ایک مرتبہ میں ایک ایسے وفد کے ساتھ مسٹر مانٹیگو کے پاس گیا جو خالصتہً سیاسی تھا۔ مانٹیگو نے مجھ سے کہا کہ تم ایک سوشل ریفارمر ہو۔تم اس سیاسی جمگھٹے میں کیسے شریک ہو گئے؟ میں نے جواب میں کہا کہ یہ بھی میرے سوشل کاموں کا ایک توسیعی گوشہ ہے۔اگر میں تمام نوع انسانی کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوسکتا۔اگر میں اپنے آپ کو ان میں کا ایک محسوس نہیں کرتا۔تو میری زندگی قطعاً مذہبی زندگی نہیں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا ناممکن ہے جب تک میں سیاسیات میں حصہ نہ لوں (لہٰذا مذہب اور سیاست دو الگ الگ شعبے نہیں ہیں) آج انسانی سعی وعمل کا دائرہ ایک قابل تقسیم وحدت بن چکا ہے۔آپ تمدنی' معاشی' سیاسی اور خالص مذہبی امور کو الگ الگ شعبوں میں تقسیم کر ہی نہیں سکتے۔جس مذہب کو نوع انسانی کے معاملات سے واسطہ نہیں' میں اسے مذہب ہی تسلیم نہیں کرتا۔ مذہب' انسان کے ہر عمل کے لئے اخلاقی بنیاد مہیا کرتا ہے۔اگر مذہب نہ ہو تو انسانی اعمال اس بنیاد سے محروم رہ جاتے ہیں اور جب زندگی ایسی بنیاد سے محروم رہ جائے تو وہ انسانی زندگی نہیں' محض غوغا آرائی اور ہنگامہ پروری بن کر رہ جاتی ہے۔جن میں شور وشغب تو بہت ہوتا ہے لیکن مقصد کچھ نہیں۔

آج اس ملک میں آپ سے بہتر اور کوئی شخص ایسا نہیں جسے ہندوؤں کا اس قدر اعتماد حاصل ہو اور جو ان کے نمائندہ کی حیثیت سے' معاملات کا آخری فیصلہ کر سکے۔ ان حالات میں اگر آپ سے یہ توقع کی جائے کہ آپ سراب کے پیچھے لپکنے کے بجائے (دنیائے حقیقت کی طرف آئیں اور) جس کام کے آپ اہل ہیں اسے سرانجام دیں'

تو میرا خیال ہے کہ یہ توقع کچھ زیادہ اور یہ امید موہوم نہیں قرار دی جانی چاہئے۔۔۔ حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں اور واقعات برق رفتاری سے آگے بڑھ رہے ہیں۔آپ کی مناظرہ بازی۔ یا ہر ہفتہ ہریجن (اخبار) میں مابعد الطبیعیات' فلسفہ اور اخلاقیات پر اپدیش۔ یا چرخہ' کھدر اور اہمسا کے متعلق آپ کے انوکھے نظریات' ہندوستان کو آزادی نہیں دلا سکتے۔عمل اور صحیح سیاسی تدبر ہی ہمارا قدم ہماری منزلِ مقصود کی طرف بڑھا سکتا ہے۔ میں نے یہ کچھ اس خیال سے کہا ہے کہ آپ شاید (حقائق کو سامنے رکھ کر) اپنی پوری توانائی اور استعداد کے ساتھ ملک کی بہبود کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور قدرت نے جو صلاحیتیں آپ کو دی ہیں انہیں اہلِ ملک کی مرفہ الحالی کے لئے صرف کریں۔

آپ کو اس سوال نے بڑا پریشان کر رکھا ہے کہ میرے نام کے ساتھ القاب کون سے استعمال کئے جائیں۔ آپ کی اس تشویش کا شکریہ' لیکن میں نہیں سمجھتا کہ القاب میں بالآخر رکھا کیا ہے؟ پھول کو کسی نام سے پکاریئے اس کی خوشبو میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔لہٰذا یہ معاملہ میں آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔ مجھے اس سے چنداں دلچسپی نہیں۔اس پر البتہ تعجب ضرور ہے کہ آپ اس غم میں کیوں گھلے جا رہے ہیں؟ (برا نہ منایئے تو ایک بات عرض کروں!) آپ نے لکھا ہے کہ آپ موجودہ القاب ان آداب معاشرہ کے مطابق استعمال کر رہے ہیں جو آپ نے حکیم صاحب مرحوم سے سیکھے تھے۔لیکن حیرت ہے کہ خود حکیم صاحب کی زندگی میں' اور ان کی وفات کے کافی عرصہ بعد تک بھی' آپ مجھے (حکیم صاحب کے سکھائے ہوئے القاب سے نہیں بلکہ) محض ''مسٹر'' کہہ کر پکارتے رہے۔ پھر مجھے ''شری'' کے لقب سے بھی یاد فرماتے رہے اور ان دونوں کے درمیان ''دوست'' کہہ کر بھی!

لیکن چھوڑیئے ان باتوں کو۔ القاب میں بالآخر کیا رکھا ہے۔؟

آپ کا مخلص

ایم۔اے۔جناح

ایک عظیم قرآنی خزانہ

قرآن مجید پر غور و فکر کرنے والوں کے لئے خوشخبری

مفکرِ قرآنِ مجید علامہ پرویزؒ صاحب کی زندگی بھر کی قرآنی بصیرت کو DVD پر دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔

قیمت 20 کراؤن فی سی۔ڈی علاوہ ڈاک خرچ میں طلب کیجئے۔

سی ڈی اور کتب کی خریداری ☆ بیرون ملک bazmdenmark@gmail.com

☆ اندرون ملک' فون: 5753666 42 92+' ای میل: trust@toluislam.com

پاکستان میں

غلام احمد پرویز علیہ الرحمتہ

کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل منظور شدہ مقامات پر ہوتا ہے

نوٹ: نمائندگان محترم سے التماس ہے کہ ایڈریس یا اوقاتِ درس میں تبدیلی کی صورت میں ادارہ کو فی الفور مطلع فرمائیں۔

شہر	مقام	دن	وقت
ایبٹ آباد	234-KL کیہال۔ رابطہ۔ گل بہار صاحبہ	بروز جمعہ	10AM
ایبٹ آباد	234-KL کیہال۔ رابطہ: شیخ صلاح الدین، فون۔ 0992-334699، موبائل 0321-9813250	بروز جمعہ	بعد نماز جمعہ
اسلام آباد	برمکان ڈاکٹر انعام الحق، مکان نمبر 302، سٹریٹ نمبر 57، سیکٹر F-11/4 رابطہ: ڈاکٹر انعام الحق، فون نمبر 051-2290900، موبائل: 0333-5489276	بروز اتوار	11AM
اوکاڑہ	برمکان احمد علی، بیت الحمد، 4-180-AB، شادمان کالونی، ایم۔ اے جناح روڈ، رابطہ میاں احمد علی: 0442-527325، موبائل: 0321-7087325	بروز جمعہ	3PM
پنج کسی	برمطب حکیم احمد دین۔ رابطہ فون نمبر:	بروز جمعہ	3PM
جہلم	جنجوعہ ٹاؤن، پوسٹ آفس فوجی ملز، نزد بیکن ہاؤس سکول۔ رابطہ فون نمبر:	ہر ماہ پہلی اور آخری اتوار	4PM
چوٹی زیریں	بردوکان لغاری برادرز، زرعی سروس، ڈیرہ غازی خان۔ رابطہ: ارشاد احمد لغاری۔ موبائل: 0331-8601520	ہر ماہ پہلا اتوار	12 بجے دن
چنیوٹ	W-11/9، گوجر چوک (گنبد والی کوٹھی) سیٹلائیٹ ٹاؤن۔ رابطہ: آفتاب عروج، فون: 047-6331440-6334433۔	بروز جمعہ	بعد نماز جمعہ
حیدر آباد (قاسم آباد)	محترم ایاز حسین انصاری، B-12، حیدر آباد ٹاؤن، فیز نمبر 2، قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر آخری بس سٹاپ۔ رابطہ فون: 022-654906	بروز جمعہ	بعد نماز عصر
راولپنڈی	فرسٹ فلور، کمرہ نمبر 114، فیضان پلازہ۔ کمیٹی چوک۔ رابطہ ملک محمد سلیم ایڈووکیٹ، موبائل: 0332-5479377	بروز جمعہ بروز اتوار	4PM 4PM
راولپنڈی	برمکان امجد محمود، مکان نمبر 14/A، گلی نمبر 4، راہِ طلوع اسلام، جنجوعہ ٹاؤن، اڈیالہ روڈ، نزد جراہی سٹاپ، راولپنڈی۔ رابطہ: رہائش: 051-5573299، موبائل: 0322-5081985	بروز اتوار	10AM
خان پور	بمقام مکان حبیب الرحمان، محلّہ نظام آباد، وارڈ نمبر 9 خان پور، ضلع رحیم یار خان رابطہ: نمائندہ حبیب الرحمٰن۔ فون نمبر گھر: 068-5575696، دفتر: 068-5577839	بروز جمعہ	3PM

سیالکوٹ	معرفت کمپیوٹرسٹی' سٹی ہاؤس' سٹی سٹریٹ' شہاب پورہ روڈ' رابطہ: محمد حنیف'03007158446۔محمد طاہر بٹ'0300-8611410۔ محمد آصف مغل0333-8616286۔سٹی ہاؤس052-3256700	ہر دوسرے اتوار	5PM
سرگودھا	4-B' گلی نمبر7' بلاک21' نزد کی مسجد چاندنی چوک' رابطہ۔ملک محمد اقبال۔فون:048-711233	بروز منگل	7PM
فیصل آباد	رحمان نور سینٹر' فرسٹ فلور' مین ڈگلس پورہ بازار' رابطہ: محمد عقیل حیدر' موبائل:0313-7645065	بروز جمعہ	4PM
فتح پور' سوات	فتح پور' سوات' رابطہ: خورشید انور' فون:0946600277' موبائل:0303-8621733	بروز اتوار	3PM
کراچی	105 سی بریز پلازہ' شاہراہ فیصل۔رابطہ شفیق خالد' فون نمبر:0300-2487545	بروز اتوار	10AM
کراچی	A-446 کوہ نور سنٹر' عبداللہ ہارون روڈ' رابطہ محمد اقبال۔فون:021-5892083	بروز اتوار	10AM
کراچی	ڈبل اسٹوری نمبر16' گلشن مارکیٹ' کورنگی نمبر5۔ رابطہ: محمد سرور۔فون نمبرز:021-5031379-5046409' موبائل:0321-2272149	بروز اتوار	2PM
کراچی	نالج اینڈ وزڈم سنٹر' ڈی۔2' گراؤنڈ فلور' ڈیفنس ویو' نزد اقراء یونیورسٹی۔رابطہ: آصف جلیل فون نمبر:021-5801701' موبائل:0333-2121992' محمود الحسن۔فون:021-5407331	بروز اتوار	11AM
کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی' توغی روڈ۔رابطہ فون:081-825736	بروز اتوار	4PM
گوجرانوالہ	شوکت نرسری' گل روڈ' سول لائنز۔رابطہ: موبائل:0345-6507011	بروز جمعہ	بعد نماز عصر
لاہور	25-B' گلبرگ2' (نزد مین مارکیٹ' مسجد روڈ)۔رابطہ فون نمبر:042-5714546	بروز اتوار	10AM
لاڑکانہ	بر مکان اللہ بخش شیخ نزد قاسمیہ محلہ جاڑل شاہ' رابطہ فون:074-42714	بروز جمعہ	بعد نماز مغرب
ملتان	شاہ سنز پاکستان (پرائیویٹ) لمیٹڈ' وہاڑی روڈ' (بس سٹینڈ چوک سے تقریباً اڑھائی کلومیٹر وہاڑی کی طرف) ملتان۔رابطہ فون نمبر:061-6538572' موبائل:0300-7353221	بروز جمعہ	3:30PM
منڈی۔۔ بہاؤالدین	رابطہ: خان محمد' (وڈیو کیسٹ) بر مکان ماسٹر خان محمد گلی نمبر1' محلہ صوفی پورہ۔فون نمبر:0456-502878	بروز جمعہ	10 AM
نواں کلی' صوابی	رابطہ بابو اسرار اللہ خان' معرفت ہومیو ڈاکٹر ایم۔فاروق' محلہ خدرخیل۔فون نمبر:	بروز اتوار	10 AM
صوابی	بمقام چار باغ' (حجرہ ریاض الامین صاحب)' (رابطہ: انچارج یوٹیلیٹی سٹورز' مردان روڈ' صوابی) فون نمبرز:(0938)310262, 250102, 250092	بروز اتوار	3 P.M

غلام احمد پرویز علیہ الرحمۃ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی انہی جگہوں پر دستیاب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆